UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188867
UNIVERSAL
LIBRARY

بعونہ تعالیٰ

کتاب

سفرنامۂ یورپ

جسمین

مرزا اشار علی بیگ اکبرآبادی سابق ڈپٹی کلکٹر

نی

اپنے حالات روزمرّہ سفر کے وقتاً فوقتاً تحریر کئے

مطبع مفید عام آگرہ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۸۹۰ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زلالِ حمد ونعت اولی ست برخاکِ ادب خفتن سجودے میتوان کردن درودی میتوان گفتن

باب اوّل دربیان تمہید وسبب سیاحت یورپ

واضح راے شایقین سیر وسیاحت ہو کہ راقم کو اپنے بدوِ شعور سے ایک شوق طبیعی سیر وسیاحت اور دیکھنے عجائبات زمانہ کا تھا۔ اور پھر حُسن اتفاق سے مجھے ایسی ہی خدمات بوجہہ ملازمت سرکاری میسّر آئین کہ جنمین سفر لازمی تھا جیسے خدمت ڈپٹی انسپکٹری مدارس ومیر منشی گری دفتر عالیہ جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی وشمالی واودھ۔ چنانچہ بوجہ مامور رہونے کے اِن خدمات پر جملہ شہر اور اضلاع ممالک مغربی وشمالی وبیشتر ضلعے اودہ کے نظر سے گذر چکے تھے اور سواے اِنکے اوسی زمانہ مین بحالت ماموری خدمات مذکور پٹنہ۔ کلکتہ۔ حیدرآباد دکن۔ احمدنگر۔ وگلبرگہ۔ کو بھی دیکھہ چکا تھا اور سواے اسکے اوائل دسمبر ۱۸۷۳ء مین جب مجھے شوق زیارت حرمین شریفین کا دامنگیر ہوا

اور اس سفر مبارک کے لئے مین نے درخواست رخصت کی بحضور آقاے نامدار مسٹر ایم کیمپسن صاحب بہادر
ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم پیش کی اوسپر جناب ممدوح نے سواے حکم منظوری درخواست کے براہ مزید عنایت
حسب ارشاد جناب سر ولیم میور صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی کے مجھے ایک کمیشن تحریری
منجانب گورنمنٹ ممالک موصوف عنایت فرماکر ارشاد فرمایا کہ تم اس کمیشن کے ذریعہ سے طریقہ درس
زبان عربی اُن مقامات کا دریافت کراؤ جہانکہ خود عربی زبان مادری وہان کے باشندون کی ہو۔
چنانچہ اس تحقیقات کے لئے سواے عدن۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ و مدینہ طیبہ۔ جہان کے واسطے بالتخصیص
سفر اختیار کیا گیا تھا۔ سویز۔ مصر۔ اسکندریہ۔ و کنعان۔ و بیت المقدس مین بھی مجھے جانے کا اتفاق
ہوا اور بہ تعمیل ارشاد آقاے ممدوح وہانکا طریقۂ تعلیم معلوم کر اور کچھہ کتابین اور رسالے نادر الوجود جو زبان
عربی اون ملکون مین میری نظر سے گذرے اونکو خرید کر چھہ مہینے بعد اس سفر سے ہندوستان مین آیا۔
اور ایک رپورٹ مع سفرنامہ کے گورنمنٹ مین پیش کی۔ جسے گورنمنٹ موصوف نے اپنے کاغذات سرکاری
کے ساتھہ ۱۸۷۲ء مین طبع فرمایا۔

خداے تعالی کا ہزار ہزار شکر کہ مجھے اس سفر مین موقع سیر کرنے بلاد دور دست اور ملاقات کرنے کونسلان سرکاری
اور غیر قوم کے لوگون کا اور حج اور زیارت عتبات عالیات کا میسر آیا جس سے ہم خرما و ہم ثواب کا لطف اُٹھایا مگر مجھے اس سفر
سے اور شوق دیکھنے بلاد دور دست اور خصوص ملک یورپ کا پیدا ہوا لیکن مجھے اس سفر دراز کے انصرام کے لئے کوئی سامان
اور موقع نہین ملتا تھا کیونکہ ایسے سفر کے واسطے اوّلاً زر کثیر پھر ایک رفیق طریق تجربہ کار مہربان نیک مزاج
بحکم الرفیق ثم الطریق درکار تھا سو بعنایت الٰہی اپریل ۱۸۸۵ء مین روپیہ بھی صرف راہ کے واسطے خاطر خواہ
جمع ہوگیا اور جناب سی ڈبلیو وہش صاحب بہادر جنٹ مجسٹریٹ شاہجہان پور جو بتقریب رخصت
ولایت جانیوالے تھے مجھے اپنے ساتھہ لیچلنے کے لئے مستعد ہوگئے پھر کیا تھا میری ہمت بڑھ گئی۔
اور اوسپر مسس اسمتھہ صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع مذکور نے جو وہ بھی ولایت جانیوالی تھین۔

میری اعانت اور ہمراہ لیچلنے کا وعدہ کیا اور اتفاق وقت سے مسٹر ملٹ صاحب بہادر جج ہمارے
ضلع نے بھی بتقریب رخصت اوسی جہاز مین جانے کی تیاری کی مینے اِن صاحبون کی معیت کو غنیمت
جانا اور جناب مسٹر پورٹر صاحب بہادر کلکٹر کی عنایت سے تین مہینے کی رخصت رعایتی بھی مجھے
ملگئی اور سوائے رخصت کے صاحب ممدوح نے اپنی عنایت سے جسکا مین کمال دل سے مشکور ہون
ہندوستان سے باہر جانے کی بھی اجازت گورنمنٹ سے دلوادی کیونکہ اوسوقت مین بوجہ خاص ملازمان
سررشتۂ انتظام کو خواہ متعہد ہون یا غیر متعہد ہندوستان سے باہر جانے کی ممانعت تھی - الغرض اس
تین مہینے کی مدت مین مین ولایت یورپ کو گیا اور یورپ مین خوب سیر کرکے بین المیعاد رخصت اپنی جگہہ
پر پھر آیا اور ایک ایک دن کے سفر کا حال از روز روانگی شاہجہانپور تا دا پسی اپنی کتاب **یادداشت سفر**
مین لکھتا گیا تھا وہ مفصل دوسرے باب مین لکھا جاویگا لیکن قبل اوسکے یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ مجھے اس
سفر کرنے کے لئے کون کون سے اسباب داعی ہوئے چنانچہ اونمین سے ایک تو وہ ہی میرا شوق طبیعی سفر کا
تھا کہ جو مجھے بعد کرنے سیاحت چھوٹے چھوٹے ملکون کے پیدا ہوگیا تھا - دوسرے خصوص دیکھنا اور ملنا
اپنے اون محسنون عالیقدر کا مقصود خاطر تھا جو پنشن لیکر ہند سے ولایت انگلستان کو تشریف لیگئے تھے
اور اپنی عنایتون اور مہربانیون سے وہانسے مجھے یاد کیا کرتے تھے چنانچہ اونمین سے اوّل جناب مسٹر
ایم کیمپسن صاحب بہادر ہین کہ جنکی خدمت مین یہ راقم سولہ برس تک علی الاتصال میرمنشی اونکے
دفتر عالی ڈائرکٹری سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی وشمالی واودہ کا رہا جنکی الطاف اور مہربانی ہاے متکاثرہ
کا شکر کرنا میرے ذمہ واجب ہے - دوم مسٹر ایچ ایس ریڈ صاحب بہادر ممبر اعلیٰ صدر بورڈ ممالک
مغربی وشمالی ہین جنھون نے مجھے آگرہ کالج سے بعد فراغ تحصیل پہلے پہل نوکری سرکاری عنایت کی اور انجام
کو بڑھا کر ڈپٹی کلکٹر بنا دیا بھلا اب مین اونکے احسانات وافر کا کیا شکر ادا کرسکتا ہون - سوم جناب والاشان
سر ولیم میور صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی واودہ ہین کہ جنھون کے سایۂ عاطفت مین

مینے تعلیم آگرہ کالج مین پائی اور زمانۂ طالبعلی مین میرے وہ ممتحن زبان عربی ہمیشہ ہوا کئے اور اسلی
اسکالرشپ مجھے دیا کئے اور ہمیشہ جبتک کہ وہ خدمات جلیلہ پر ہند مین مامور رہے میرے زمانۂ ملازمت مین
خاص ذات کے کیا بلکہ میرے سارے خاندان کے سرپرست اور مربی رہے اور ایسی ایسی عنایتین
فرمائین جنکا شکریہ مین ادا نہین کرسکتا۔ تیسرے یہ سُناکرتا تھا کہ ولایت انگلستان ایک ایسی ولایت ہے
کہ جسکی تہذیب اور تمدن اور کیفیت ترقی علوم اور فنون زراعت اور صناعت اور انتظام ملکداری
کو کوئی بے دیکھے باور نہین کرسکتا۔ لیکن ساتھ ہی اسکے ہندو ہو یا مسلمان وہانکی اقامت سے
اپنے ایمان کو خیرباد کہدیتا ہے قیود مذہب سے آزاد ہوجاتا ہے اور ہمارے دیکھنے مین بھی آیا کہ
جو جو ہندو مسلمان کے لڑکے وہان گئے گو وہ علوم و فنون دنیوی سے بہرہ ور ہوئے لیکن جب وہان سے
پھر کر آئے تو اونکے خیالات نسبت دینداری اور مراسم مذہب کے اور ہی طرح پر آزادانہ پائے گئے
کہ جس سے اونکے اہل مذہب بیشتر ناخوش ہی رہے اسلئے مین نے چاہا کہ خود وہان جاکر دیکھون کہ
آیا یہ بے قیدی نتیجہ لابدی وہانکی اقامت و تعلیم کا ہے یا وہ نتیجہ خود شرارت اونکے نفس امّارہ کا ہے۔
چوتھے جب انگلستان ایک ملک دانشمندون اور روشنضمیرون کا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہانکے جانیسے
لوگ گھبراتے اور ڈرتے ہین۔ کیا یہ نتیجہ صعوبت راہ کا ہے یا ولایت مذکور مین جاکر اشیاسے خوردنی و
نوشیدنی کے حسب مراد و بپابندی مذہب نہ میسّر آنے کا ہے اسلئے مین نے چاہا کہ تنہا وہانکا سفر کردن
اور کیفیت صعوبت راہ دیکھون اور وہان جاکر اس بات کا بھی امتحان کردن کہ آیا کوئی آدمی وہان تنہا
بھی بآسایش مناسب بپابندی مذہب زندگی بسر کرسکتا ہے یا نہین اور جو کرسکتا ہے تو کیسے اور کتنے
صرف مین۔ پانچوین اس بات کو انگلستان مین جاکر خوب غور سے دیکھون کہ کیون جمیع اہل انگلستان
غلاف اور سلطنتون ایشیائی کے اپنی گورنمنٹ کے دل و جان سے خیرخواہ اور جان نثار ہوتے ہین
گو وہان کے بھی لوگ قوم اور مذہب مین مختلف ہین اور کیون پورانی دنیا کے بڑے بڑے ملکون سے

اس چھوٹے سے جزیرہ کے باشندے دولت - تہذیب علم اور ہنر - صفائی - انتظام ملک مین اور
قوت بحری و بری مین گوے سبقت لیگئے ہین -

باب دوم دربیان حالات روزانہ سفر

۱۹- اپریل ۱۸۸۵ء روز یکشنبہ کو تین بجے رات کے مین شاہجہانپور کے ریلوے اسٹیشن سے روانۂ الہ آباد
ہوا اور اوسی تاریخ پانچ بجے شام کو الہ آباد پہونچا -

۲۰- اپریل ۱۸۸۵ء روز دوشنبہ کو مسٹر سی ای ڈنیل صاحب بہادر حاکم بورڈ ممالک مغربی وشمالی
واودہ اور مسٹر ہنٹ صاحب بہادر قایمقام سکرٹری بورڈ مذکور سے ملا - ۷½ بجے شام کو جبلپور کی
ریل مین بعزم روانگی بمبئی سوار ہوا سواے محصول اسباب لوعہ ۵ چند آنہ کرایہ درجۂ دوم کا دیا گیا -
اسی ریل مین مسٹر سی وہش صاحب بہادر موصوف اور اے چرچ صاحب بہادر بیرسٹرایٹ لا خسر مسٹر
وہش صاحب موصوف کے مع مسس اسمتھ صاحب سوار ہوئے اور دوسرے دن ۲۱- اپریل
روز سہ شنبہ کو ہم چھہ بجے شام کے اسٹیشن کھنڈوا سے گذر کر اسٹیشن منڈوا کے پاس پہنچے تھے کہ ہماری ریل
دوسری ایک مال گاڑی سے جو بمبئی سے آتی تھی لڑ گئی جس سے چند آدمی زخمی ہوئے مگر خفیف
اور مسٹر وہش صاحب بہادر کی بھی کنپٹی مین ایک ہلکا سا خراش آیا اور ایک گھنٹہ تک ہماری ریل
بغرض درستی انجن کہڑی رہی پھر سات بجے شام کے وہان سے چلی اور دس بجے رات کے بھوساول
پہنچی وہان سے مین نے ایک تار اپنے آنے کا بنام مسٹر بیرام جی اور بیزن جی سیٹھ پارسی
کے بمبئی کو بھیجا -

۲۲- اپریل ۱۸۸۵ء کو بروز چہارشنبہ ۱۰ بجے دن کے بمبئی پہنچا اور بیرام جی پارسی سیٹھ سے
اسٹیشن پر ملا اور اونکے ساتھہ گاڑی مین سوار ہو کر امپیریل ہوٹل مین جسکے منیجر سیٹھ بیرام جی
ہمنام ہمارے دوست بیرام جی سیٹھ کے تھے گیا - چار روپیہ روزانہ خرچ کھانے اور اقامت کا

قرار پایا اور اوسی روز بیرام جی سیٹھ اپنے دوست کے ساتھ اسباب ضرورت سفر کا مین نے بازار سے جاکر خرید لیا اور خوب سیر مارکیٹ اور دیگر ہندوستانی بازارونکی کی - اوسی ہمارے ہوٹل کے پاس جانب دکن گریٹ ویسٹرن ہوٹل مین مسٹر وہش صاحب بہادر اور رچرڈ صاحب موصوف ٹھہرے تھے -

۲۳ - اپریل ۱۸۸۵ء روز پنجشنبہ کو بذریعہ جناب مسٹر وہش صاحب بہادر کے مین نے ساڑھے پانسو روپیہ دیکر ایک ٹکٹ واپسی درجہ دوم جہاز جوسن کا مول لیا یہ جہاز پی اینڈ او کمپنی کا تھا جو ڈاک سرکاری ہندوستان سے لیکر ہفتہ وار لندن کو جایا کرتا ہے اور وہانسے لایا کرتا ہے اور یہ قرار کمپنی مذکور سے میرا ٹھہرا کہ مجھے اوس ٹکٹ کے ذریعہ سے یہ اختیار حاصل ہو کہ کمپنی مذکور کے میل کے جہاز مین براہ مالٹا و جبرالٹر و پلی متھ لندن کو جاؤن اور پھر براہ برنڈسی و اسکندریہ و سویز بمبئی کو واپس آؤن -

۲۴ - اپریل ۱۸۸۵ء کو بروز جمعہ قریب تین بجے دن کے مین جوسن نام جہاز پر سوار ہوا - اس جوسن جہاز کا طول چار سو فٹ اور عرض تیس فٹ تھا اور ۲۰ لاکھ روپیہ مین وہ بنا تھا اور اوسکے انجن مین طاقت آٹھ سو گھوڑونکی تھی اور چار ہزار پانسو ٹن بوجھہ اوٹھاتا تھا - اس کمپنی کے پاس پچاس جہاز ہین اونمین سے یہ بھی ایک اچھا اور نیا جہاز گنا جاتا ہے اور تین سو میل فی یوم چلتا تھا - غرض ہمارے جہاز نے آج ساڑھے پانچ بجے دن کے اپنا لنگر اوٹھایا - رفتار اسکی ایسی سبک تھی کہ مجھے نہ دوران سر ہوا اور نہ جی متلایا - درجہ دوم کی کوٹھریان اگرچہ کسیقدر بہ نسبت کوٹھریون درجہ اول کے تنگ ہوتی ہین مگر جب اونمین ظروف طہارت اور صراحیان وغیرہ آبنوشی کی رکھی جاتی ہین تو اور بھی جگہہ کی اونمین قلت ہوجاتی ہے اور پھر ایک ایک کمرہ مین دو دو اور کسی مین تین تین بلکہ چار چار برتہہ بصورت پلنگ لگائے جاتے ہین جنمیسے یہ ایک ایک خوابگاہ ایک ایک مسافر کو دیجاتی ہے مگر میرے کمرہ مین دو خوابگاہین تھین اور دوسرا مسافر نہ تھا اس سے مجھے بہ نسبت اور مسافرون کے زیادہ تر آرام ملا - رفع ضرورت کے لئے درجہ دوم مین

مردون کیواسطے دو پاخانہ جداگانہ تھے جو ہمیشہ صاف اور ستھرے رہتے تھے اور ایک غسلخانہ تھا جسمین چینی کی قلعی تھی اور ایسے ہی درجہ دوم کی عورات کے لئے ایک پاخانہ اور ایک غسلخانہ جدا دیا گیا تھا - اور بڑی بڑی دو میزین کھانا کھانے اور بیٹھنے کے لئے ہال روم مین ہمارے درجہ والون کے لئے نصب تھین - چونکہ کرے ہمارے درجہ کے بباعث حرارت موسم وضیق ہونے کے اوائل ایام سفر مین بہت گرم رہتے تھے اسلئے مین ہمیشہ رات کو ڈیک یعنی عرشہ پر سویا کرتا تھا اور دن کو بھی اکثر وہین رہا کرتا تھا صرف نہانے اور کھانے اور رفع حاجت کے لئے نیچے آیا کرتا تھا -

۲۵- اپریل ۱۸۸۵ء سے لغایت ۲۹- اپریل ہمارا جہاز جنوبی چلتا رہا - مین عنایتون مسٹر دہش صاحب بہادر کا مشکور ہون کہ اونکی تحریک سے چیف اسٹورڈ جو ایک شریف آدمی تھے مجھے گوشت بھیڑی کا مسلمان باورچیون کے ہاتھ سے پکواکر کبھی بصورت قورمہ اور کبھی بصورت قلیہ بشمول ڈبل روٹی اور چانول - دودہ - خاگینہ بیضہ - بھیجا کرتے تھے - اور مربا - مکھن - چٹنی - ترکاری انگریزی باورچیخانہ سے آیا کرتی تھی - اور ہماری کلاس کا اسٹورڈ جسے خانساماں کہنا چاہیئے وہ اور اوسکے ماتحت جنکو پورچوگی کہتے ہین وہ سب مجھسے بہ محبت پیش آتے تھے اور یہی اسٹورڈ وغیرہ ہمارے کمرہ کو روزانہ صاف کیا کرتے تھے اور بچھونا لگایا کرتے تھے - مین اوائل ایام سفر مین ہر روز سمندر کے پانی سے غسل کیا کرتا تھا اور پینے کیواسطے ہمیشہ ہمکو برف کا پانی ملتا تھا درجہ دوم کے مسافرون کو پانچ دفعہ کھانا میز پر ملا کرتا ہے یعنی صبح کو چھہ بجے چاہ اور کچھہ بسکٹ ٹوسٹ اور مکھن روٹی آیا کرتی تھی - پھر آٹھہ بجے بریک فاسٹ یعنی ناشتہ آیا کرتا تھا جسمین کئی قسم کے کھانے عمدہ اور لذیذ ہوتے تھے - پھر ایک بجے بڑا کھانا آتا تھا اوسمین بھی چند اقسام کے لذیذ کھانے اور میوے فصلی اور مٹھائیان ہوتی تہین پھر پانچ بجے ڈنر دیا جاتا تھا اوسمین اکثر بہت اقسام کے کھانے ہوتے تھے - پھر آٹھہ بجے رات کے بسکٹ و پنیر آیا کرتا تھا اور ہر روز آٹھہ بجے صبح کو

ایک فہرست کھانون کی جو اوس روز میز پر لگانے منظور ہوتے منجانب چیف اسٹورڈ رکھی جایا کرتی تھی۔ مگرمین بوجہ اپنی ہندی عادت کے صرف دو تین دفعہ کھانے کو میز پر جایا کرتا تھا ایک تو آٹھہ یا نو بجے دن کے اور پھر شام کو ۵ بجے اور کبھی کبھی ایک بجے دن کے بھی۔

۳۰- اپریل ۱۸۸۵ع کی صبح کو ہم خدا کے فضل سے عدن پہونچے اور ساڑھے دس دن تک ہمارا جہاز لنگرانداز رہا۔ یہان سے ہم نے اپنے وطن ہندوستان کو کئی خط روانہ کئے۔ پھر ساڑھے دس بجے دن کے جہاز نے کوئلہ لیکر لنگر اوٹھایا اور شام کے چار بجے باب المندب کو طے کیا۔ اس روز موسم اچھا اور ہوا ٹھنڈی تھی مگر عدن کے پہونچنے سے پہلے دو روز بہت گرمی پڑی تھی۔ آج راہ مین ہمکو جنگی جہاز اور مال کے جہاز سواکن اور جدّہ سے آتے ملے ایسا کوئی گھنٹہ خالی نہ گیا کہ جسمین جہاز کے خبر دینے والے نے گھنٹہ اطلاع آمد جہاز کا نہ بجایا ہو۔ اور یہ خبر دینے والا جہاز کا ایک ملازم ہوتا ہے جو ہمیشہ جہاز کے اوّل حصہ پر کھڑا رہتا ہے اور اوسکے پاس ایک گھنٹہ ہوتا ہے جو وہ جہاز کے سامنے سے آتے وقت بجا دیتا ہے۔

یکم مئی ۱۸۸۵ع کو بحر قلزم مین ایسی گرمی اوّل وقت سے چار بجے تک رہی کہ ہر مسافر کے ہوش اوڑ گئے چنانچہ دس بجے دن کے تکلیف گرمی سے بیتاب ہو کر مینے جناب وہش صاحب بہادر سے عرض کیا کہ جناب اگر یہی گرمی رہی تو مین سویز سے آگے نہ جا سکونگا ورنہ میری تندرستی مین بالکل فتور آجائیگا اوسپر صاحب ممدوح نے تسلی دیکر فرمایا کہ اگر تمکو سویز تک بلکہ آج ہی شام تک ہواے سرد میسّر نہ آئے تو تم سویز سے اوتر جانا۔ مگر فضل آلہی سے اوسی روز چار بجے دن کے جب جہاز ہمارا بمقابل جزیرہ جبل الطیر پہونچا تھا تو ہواے سرد کے جھوکے آنے لگے اور رات کو ایسی سردی ہوئی کہ چار بجے صبح سے مجھے شدت سردی سے نیند نہ آئی۔

۲- مئی ۱۸۸۵ع کو تو صبح ہی سے ہواے سرد چلنے لگی اور شام کو اسقدر سردی ہوئی کہ دو دو گرم کوٹ

کے پہننے کی حاجت ہوئی - آج چار بجے شام کو جہاز ہمارا جدّہ کے سامنے گذر رہا تھا جہانسے ۳۰ یا ۴۰ میل کا فاصلہ تھا -

۳ - مئی ۱۸۸۵ء کو دریا مین بہت تلاطم رہا مگر جہاز کے نئے اور مضبوط اور بڑے ہونے سے کچھ زیادہ تکان نہ معلوم ہوا اور شدت سردی سے موسم مثل سرماے دسمبر و جنوری ہند کے ہو گیا -

۴ - مئی ۱۸۸۵ء کو جہاز ہمارا ساڑھے چار بجے دن کے سوئیز مین پہونچکر لنگر انداز ہوا - اور جن مسافرون نے بازی جہاز کے پہونچنے کی بابت اوسوقت کی لگائی تھی وہ جیت گئے چنانچہ مسٹر کراون اڈیٹر آف اکسپرس لکھنؤ نے ۲۹ - شلنگ اپنے ساتھیون سے جیتے - اوسیوقت حکم قرنطینہ مین رہنے کا بمیعاد ۲۴ گھنٹہ صادر ہوا چنانچہ میعاد مذکور تک ہم جہاز مذکور ہی مین رہے اور بعد میعاد مذکور کے ۵ مئی سنہ الیہ کو میل اور وہ مسافر جو برنڈسی کی راہ سے ولایت جانیوالے تھے سوئیز مین اوتر گئے اور اسیوقت سے کشتیان آبادی سوئیز سے اسباب سوداگری کا لیکر آنی شروع ہوئین اونسے اہل جہاز نے میوے اور اسباب ضروری خریدے - داد ستد سے اونکو معلوم ہوا کہ سوئیز کے عرب بڑے سخت اور لڑاکو ہوتے ہین - غرض ساڑھے چھ بجے شام کے میل جہاز سے اوتارا گیا اور قریب چالیس مسافرون کے جو براہ برنڈسی یوروپ کو جانیوالے تھے وہ سوئیز مین اوترکر اسکندریا کو براہ ریل روانہ ہوئے اور حساب کرنے رفتار جہاز سے معلوم ہوا کہ یہ جہاز براہ تری ۱۹ یا ۲۰ مئی سنہ الیہ کو لندن پہونچیگا - مگر جہاز ہمارا بوجہ ضیق راہ نہر سوئیز کے شب کو بھی وہین کہڑا رہا اسی بندرگاہ سے نہر سوئیز کی جانب مشرق ایک باغچہ دکھائی دیا اور ایک کنوان بھی نظر آیا اوس باغ مین تمر وغیرہ کے کچھ سبز درخت تھے اور اسی باغ کی عکسی تصویرین عرب لوگ دکھاتے پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہان سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل کو لیکر فرعون کے ہاتھ سے بچکر سمندر کے پار اوتر گئے تھے اور فرعون یہین غرق ہوا تھا - یہان جہاز اس کثرت سے آتے جاتے تھے کہ گویا ایک میلا جہازون کا وہان لگا رہتا ہے -

۶ - مئی ۱۸۸۵ء روز چارشنبہ آج کے دن علی الصباح جہاز ہمارا نہر سویز مین روانہ ہوا جسکی کل مسافت ۷۵ میل کے قریب ہے اور دس کوس چلکر ایسے مقام پر پہونچا جہان عرض نہر سویز کا گنگا کی نہر سے جو متصل روڑکی کے ہے بدرجہا چھوٹا تھا اور کسی حالت مین وہانسے دوسرا جہاز تو کیا بلکہ کوئی کشتی بھی اُسکے پاس سے گذر نہین سکتی تھی - اسی اشکال آمد و رفت کے دور کرنے کے لئے جابجا دائین بائین اسٹیشن واسطے ٹھہرنے اور بچ جانے جہازون کے مہتمم تعمیر نہر سوئز نے بنا دئے ہین اور وہ اسٹیشن مثل چھوٹی چھوٹی جھیلون کے ہین جنکے راستے نہر سویز سے ملے ہوئے ہین یعنی جب کوئی جہاز سمت مقابل سے آجاوے تو ایک جہاز اوسکو راہ دینے کے لئے جھیل مین ہٹ جاوے - چنانچہ چند مرتبہ اُن اسٹیشنون مین اور جہازون کو ٹھہرنا اور ہمارے جہاز کو راستہ دینا پڑا - میری کئی دن سے طبیعت علیل تھی اور اسہال کی شکایت تھی جو معالجۂ سول سرجن جہاز سے جاتی رہی -

۷ - مئی ۱۸۸۵ء روز پنجشنبہ - آجکی شب کو ہمین نہر سویز مین ٹھہرنا پڑا جہان سے کہ پورٹ سعید ۲۵ یا ۳۰ میل رہ گیا تھا - اور ۶ - مئی کو تمام دن مین صرف ۵۰ میل جہاز ہمارا اوسی ہرج مرج ضیق راہ سے چلا - غرض وہان سے جمعرات کی صبح کو جہاز ہمارا آگے روانہ ہوا اور دس بجے دن کے پورٹ سعید مین پہونچا اور چار بجے دن تک کوئلا اوٹھانے کے لئے وہین مقیم رہا -

پورٹ سعید واقعی ایک بہت عمدہ اور خوبصورت بستی ہے جہان بلند بلند خوشنما کوٹھیان کمپنیون جہازران مُلک جرمن و فرانس و آسٹریا کی بنی ہوئی ہین اور فرانسیس یہان زیادہ نظر آتے ہین اور وہی زیادہ داد و ستد کرتے ہین - یہان کی مشہور عمارات مین سے محل شاہی حضرت خدیو کا ایک عمدہ مکان ہے اور ایسی ہی بارک فوج خدیوی بھی لایق دیکھنے کے ہے - غرض عمدہ عمارتین یہانکی اکثر مشابہ یوروپ کی عمارتون کے ہین اور اسی بندرگاہ کو یوروپ کا دروازہ کہنا چاہیئے اور اوسوقت سردی یہان ایسی پڑتی تھی جیسے ہندوستان مین چلّون کے جاڑون مین - جہاز ہمارا بمقابلہ ایک ہوٹل کے ٹھہرا ہوا تھا جسکا نام کرسٹل پیلس

تھا جہان مسافر اوترتے ہین اور شہر کے لوگ اخبار وغیرہ بھی پڑہنے کو آتے ہین اور قہوہ و چاء پیتے ہین اور
اور انگریزی سپے اینو باجا بھی بجتا تھا - اس بندرگاہ مین ایک عمدہ بازار ہی اور ترکی ٹوپیان یہان بہت سستی
بکتی ہین - جہاز ہمارا یہانسے چار بجے روانہ ہو جاتا مگر بوجہ مرجانے اور تکفین کرنے ایک انگریز مسافر کے جو
سویز سے ہمارے جہاز پر سوار ہوا تھا جہاز کو ہمارے بناچاری ۳ گھنٹہ اور ٹھہرنا پڑا اور شام کے ۷ بجے
بعد لنگر اوٹھایا گیا اور یہین سے بحر روم مین ہمارا جہاز داخل ہوا اور بحر قلزم اور نہر سویز کی حد ختم ہوئی -

۸ و ۹ مئی ۱۸۸۵ء یوم جمعہ و شنبہ کو جہاز ہمارا جانب مغرب چلنے لگا اور جتنا جتنا ہم مغرب کو
بڑھتے تھے اوسیقدر سردی بڑھتی جاتی تھی اور موسم خوشگوار ہوتا جاتا تھا اور ہوا نہایت خوش آیند
اور مفرح و مقوی معلوم ہوتی تھی -

۱۰ - مئی ۱۸۸۵ء یوم یکشنبہ کو بھی جہاز ہمارا بحر روم مین چلتا رہا مگر گذشتہ دو دن سے سردی کم ہوگئی
تھی مگر مجھے شکایت اسہال پھر پیدا ہوگئی تھی اور دوسرے بواسیر کی بھی شکایت ہو چلی تھی -

۱۱ - مئی ۱۸۸۵ء روز دوشنبہ آج صبح کو ۷ بجے ہم بندر مالٹا مین پہونچے اور ۹ بجے شہر کے دیکھنے
کو ایک کشتی پر سوار ہوکر ہمراہ رفقاے جہازی اپنی کلاس کے گئے اور وہان سیب انگور نارنگی وغیرہ
میوے خریدے اور کہائے اور اوس چلنے پھرنے سے میرے اسہال کو بہت آرام ہوگیا - بندرگاہ یہانکا
ایک نہایت مستحکم اور محفوظ بنا ہوا ہے اور یہان کا قلعہ اور فصیل اوس سے بہی نہایت مضبوط بنا ہے
بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جزیرۂ مالٹا سے کہ جو درمیان دو برّ دن افریقہ اور یورپ کے واقع ہے اور گذرگاہ
عام اون جہازونکا ہے کہ جو بحر روم مین بحر اطلانٹک سے آتے ہین یا وہان سے باہر جاتے ہین اُس
جزیرہ کا طول ۱۷ ½ اور عرض ۹ ½ میل ہے یہ ایک نہایت مستحکم اور محفوظ لڑائی کا موقع ہے کہ جسمین چار
پلٹنین گورہ کی رہتی ہین اور بہت زبردست توپین مورچون مین یہان کے نصب ہین کہ جسمین سے ایک
ایسی بڑی توپ جدید قسم کی ایک برج مین لگی ہوئی ہے کہ جسکا گولہ ۸ میل تک پہونچکر حریف کے جہاز

آہنی کو تباہ کرڈالتا ہے یعنی کسی غنیم کا کوئی جہاز بے مرضی گورنمنٹ انگلشیہ کے نہ بحر روم مین جا سکتا ہے اور نہ وہان سے آسکتا ہے اور جزیرہ گوزو نام بھی جو اوسی جزیرہ کی جانب شمال و مغرب کے ہے اسکے ساتھ شامل ہے - اس شہر مین مالطا کی تمام سڑکین پختہ مضبوط پتھر کی ہین اور ایسی ایسی دس سڑکین وسیع پورب سے پچھم تک گئی ہین اور جسکے دونون حاشیون پر نہایت بیش بہا اور خوبصورت مکان پختہ ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کی قیمت کے دو منزلہ سے لیکر ۶ - ۷ منزلہ تک بنے ہوئے ہین - زیادہ سے زیادہ بلندی اسکی سطح بحر سے ۵۰ ۷ فٹ ہے اور ایسی ہی گیارہ سڑکین وسیع زوایا قوایم پر تقاطع ایسے ہی مکانات خوشنما اور عالیشان کے ساتھ اوتر سے دکھن کو گئی ہین - اگرچہ غلہ گیہون یہان نہین پیدا ہوتا مگر بوٹ ہرے بھرے اور نارنگی - بادام - کیلہ - انگور - اور دیگر ترکاریان بہت افراط سے باغون مین پیدا ہوتی ہین - تعداد مردم شماری اس جزیرہ کی ایک لاکھ باون ہزار ہے - یہانکا بازار اور خاص مارکٹ اور کتب خانہ اور میوزیم اور سلح خانہ اور گورنر کا محل قابل دید ہے یہان کے لوگونکی بولی مین جو اکثر انگلش ہے الفاظ عربی بہت آمیز ہین جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہان بھی ایک وقت حکومت اہل عرب ہو گئی تھی اوسی روز ساڑھے تین بجے دن کے ہمارے جہاز نے لنگر اوٹھایا گو ہوا تند تھی مگر جہاز مین جنبش کم تھی -

۱۲ - مئی ۱۸۸۵ء سہ شنبہ کو جہاز ہمارا کنارہ کنارہ ملک افریقہ کے چلتا رہا موسم نہایت اچھا تہا راہ مین ایک جزیرہ ہمکو ملا جسے کتّون کا جزیرہ کہتے ہین مگر کوئی کتّا ہمکو وہان نظر نہین پڑا -

۱۳ - مئی ۱۸۸۵ء چہارشنبہ کو صبح سے ہی ملک افریقہ کے پہاڑ جو برف سے ڈھکے ہوئے تھے سمندر کے کنارون کے متصل بائین طرف دکھائی دے جو علاقہ ٹونس و الجزیرہ کے کہلاتے تھے - کل کی بہ نسبت ہوا ملایم تھی مگر موسم ویسا ہی ٹھنڈا تھا -

۱۴ - مئی ۱۸۸۵ء پنجشنبہ کو دریا مین بوجہ تیزی ہوا کے ایک ایسا جوش و خروش پیدا ہوا کہ جس سے

کئی دفعہ موجین سمندر کی ہمارے جہاز کے عرشہ پر سے ہو کر گذر گئین اور مجھے تمام دن غشیان اور دوران سر رہا میرے سوا اور لوگ بھی اوسی عارضہ مین مبتلا رہے - خدا کے فضل سے شام کے ۲ بجے وہ جوش دریا کا اور زور ہوا کا کم ہو گیا - اس روز ہماری دائین طرف بھی برف کے پہاڑ نیچے نیچے کنارہ ملک اسپین کے نظر آتے رہے

۱۵ - مئی ۱۸۸۵ع روز جمعہ کو ہم علی الصّباح جبرالٹر (جبل الطارق) کی بندرگاہ مین داخل ہوئے - ہمارے بائین ہاتھ پر کنارہ سمندر کے علاقہ سلطان مراکو کا دکھائی دیتا تھا جو عمارتین انگریزی از جانب سرکار انگریزی کے بندرگاہ جبل الطارق مین بنی تھین وہ اور عمارتون سے اوس ملک کی زیادہ خوشنما اور مضبوط معلوم ہوتی تھین اور جملہ عمارتین اس بندرگاہ کی ایک سطح ناہموار پر دامن کوہ کے واقع ہین جس حصۂ بندر مین کہ آبادی سرکار انگریزی کی ہے وہان بڑی بڑی توپین قلعہ شکن لگی ہوئی تھین - چنانچہ ایک توپ سب سے بڑی جو حال مین ایجاد ہوئی ہے اور جسکا گولہ ۸ میل جاکر جہاز آہنی مین گھسجاتا ہے اور ایکہزار روپیہ کے قریب اوسکے ایک فیر کرنے مین صرف ہوتا ہے مثل مالٹا ایک مورچہ مین نصب تھی - اِسے مقام پر بحر روم ایک تنگ آبنائے سے جسکا عرض ۱۰ میل سے کم ہوگا بحر اطلانٹک سے ملتا ہے اس آبنائے کے داہنی طرف ملک اسپین کا ہے اور بائین طرف علاقہ سلطان مراکو کا - آبادی یہانکی کچھ مالٹا سے زیادہ خوشنما نہین ہے ترکاریان اور میوے یہان بھی افراط سے اور سستے بکتے ہین چنانچہ اٹھارہ نارنگیان چھ پینس کو مینے مول لی تھین - سردی یہان اس کثرت سے پڑتی تھی کہ دسمبر اور جنوری کا جاڑا جو ہندوستان مین سخت گنا جاتا ہے وہ یہان کے نے حقیقت تھا - آمدورفت جہازون کی اس کثرت سے اس آبنائے مین تھی کہ کسی سمندر مین یہ کیفیت ہمنے نہین دیکھی - الغرض یہانسے بھی ہمارے جہاز نے ۱۰ بجے دن کے لنگر اوٹھایا اور پلمتھ کو سیدھا روانہ ہوا -

۱۶ - مئی ۱۸۸۵ع روز شنبہ کو حسب دستور جہاز ہمارا چلتا رہا اور چھوٹے چھوٹے پہاڑ برف کے جو علاقہ سلطان مراکو کے تھے نظر آیا کئے اور ایسے ہی ۱۷ - مئی روز یکشنبہ کو برف کے پہاڑ علاقہ اسپین کے

نظر آنے لگے اور آج ہی چار بجے دن کے جہاز ہمارا بے آف بسکی کے سمندر مین داخل ہوا جہانکی سردی اور تلاطم دریا اور طوفان ہوا جہاز رانون کی زبان پر ضرب المثل ہے اور بہت احتیاط سے کپتان جہازون کے اوسمین جہازونکو چلاتے ہین - چنانچہ بار با موجین سمندر کی بڑی بھیانک آواز سے ہمارے سطح بالاے جہاز سے اوپر ہوکر گذر گئین اور دریا کے شور سے جہاز مین ایک عظیم ہل چل پڑ رہی تھی بہت سے مسافرونکا کھانا بوجہ دوران سر کے چھوٹ گیا تہا کہ اسی عرصہ مین ایک اور جہاز ہمارے جہاز کے قریب سے نکلکر آگے کو جانے لگا کہ ہمارے جہاز کے کپتان نے اوسکو آگے بڑہنے نہ دیا پھر جہاز اوّل الذکر نے اپنے جہاز کی رفتار کو اور تیز کردیا غرض اوسی شوق مسابقت مین دونون جہازون نے گھوڑ دوڑ کرنا شروع کردی اور دور تک یہی دوڑ جھپٹ دونون جہازونمین ہوتی رہی - غرض جب راستہ اوسکے جہاز کا جانب لندن پھرا اور ہم جانب پلی متھ روانہ ہوئے تب اوس بیہودہ گھوڑ دوڑ سے ہمنے نجات پائی -

۱۸ - مئی ۱۸۸۵ء دوشنبہ کو ۸ بجے رات کے جہاز ہمارا مقام خطرناک بے آف بسکی سے بخیریت گذر گیا جس سے لوگون کے دلون مین ایک جوش خوشی کا پیدا ہوا اور ہُرے کے نعرہ بلند کئے -

۱۹ - مئی ۱۸۸۵ء سہ شنبہ کی صبحکو ہمکو پلی متھ کی عمارتین نظر آنے لگین - یہ پہلا بندر ہمکو جزیرۂ انگلنڈ کا ملا جو ایک ایسے اچھے موقع پر واقع ہے کہ جسکی عمارتون اور منظرون کا لطف بے دیکھے باور نہین ہو سکتا جہان جہان درخت راہ مین اس بندر کے چھوٹے چھوٹے پہاڑون پر نظر آئے وہ ایسے خوبصورت اور خوش قطع بنے ہوئے تھے کہ جیسے کوئی لایق باغبان درختان چمن کو کاٹ چھانٹ کر خوشنما کردیتا ہے اور ایسے ہی جو کھیت ڈھالو پہاڑیون پر نظر آتے تھے اور قدرتی نہرین اونمین بہہ رہی تھین اونسے تختہاے باغ کا لطف پیدا ہوتا تھا - اون کھیتون مین خلاف ہندوستان کے گیہون جوار اور آلو بوئے ہوئے تھے - یہ بندرگاہ جزیرۂ انگلستان کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے اور اسی جگہہ سے بہت سے مسافر جو ہماری ڈاک کے جہاز مین براہ سمندر آئے تھے اوترکر بذریعہ ریل کے اپنے اپنے گھر

چلے گئے اور اسی مقام پر اسباب محصولی کے افسران پرمٹ تلاشی لے لیتے ہین اور اوسکا محصول وصول کیا کرتے ہین گر معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ محصول یہان تماکو اور شراب کا لیا جاتا ہے اسی بندرگاہ مین ایک دیوار سمندر مین قایم کیگئی ہے جس سے موجہ طوفان کا اون جہازون کو جو اندر اوس احاطۂ دیوار کے آجاتے ہین کچھہ گزند نہین پہونچا سکتا ہے۔ غرض منظر اس بندرگاہ کا جملہ بندرگاہون سے جو میری نظر سے گذرے نہایت عمدہ تھا۔ مجھے سوا مسرتون کے جو اختتام سفر سے اور مع الخیر پہنچنے انگلستان سے اور دیکھنے عجائب روزگار اور دلکش منظرون سے حاصل ہوئی تھین اُنمین سے ایک یہ بڑی خوشی تھی کہ جناب ایم کیمبسن صاحب بہادر کے پاس سے ہیرس نام ایک ایجنٹ ملازم گرینڈلے اینڈ کو کمپنی کا ایک خط میرے نام لایا جسمین یہ ذکر تھا کہ آپکے پاس یہ ایجنٹ پہونچتا ہے اب آپکو کچھہ تکلیف درباب سفر و اقامت انگلنڈ نہ ہوگی۔ اور یہ ایجنٹ سب طرح سے امداد آپکی کریگا اور جب تم ۲۰۔ مئی ۱۸۸۶ء کو جہاز سے اوتر کر لندن پہونچوگے تو مین بھی تمہارے دیکھنے کو ۴ بجے دن کے اسکٹ سے دفتر مین گرینڈلے اینڈ کو کمپنی کے آؤنگا چنانچہ اوس ایجنٹ نے بھی مجھسے کہا کہ آپ مجھے اپنا اسباب بتا دین اور نشان دیدین مین افسران پرمٹ کو خود دکھا دونگا اور جو محصول واجبی ہوگا وہ ہی دیا جائیگا۔ اور یہ آپکو اختیار ہے کہ یہان سے براہ خشکی ریل پر سوار ہو لندن کو تشریف لے چلین یا براہ تری چنانچہ قصد جانے لندن کا ہمراہ لہ ایجنٹ براہ ریل مینے بمشورہ جناب مسٹر وہش صاحب بہادر کے ملتوی کیا اور پرمٹ والون نے معائنہ میرے اسباب کا بوجہ کوشش ایجنٹ مذکور کے بسہولت کر لیا۔ پھر مینے ایجنٹ مذکور کو رخصت کر دیا اور جہاز ہمارا وہانسے روانہ لندن ہوا۔ جب جہاز ہمارا آگے چلا تو ڈیون شایر کے پہاڑون پر عجیب عجیب مکان دلکش اور کھیت سبز لہلہاتے نظر سے گذرے اور ایسے ہی جب انگلش چینل سے جہاز گذر رہا تھا تو راہ مین ہمکو خوشنما قصبے اور آبادیان نظر آئین کہ جنکا لطف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۰ - مئی ۱۸۸۵ء روز چہارشنبہ کی صبح کو ہمارا جہاز داخل بندرگاہ ہوا اور قریب تھا کہ ہم لوگ جہاز سے اوترین مگر پانی بندرگاہ مین بوجہ جذر دریا کے کم ہوگیا تھا اسلئے کپتان نے ہمارے جہاز کے بندرگاہ مین اپنے جہاز کا ٹھہرانا مناسب نہ جانا اور پھر لوٹا کر ۹ ½ بجے دن کے بمقام گریوسینڈ لنگر ڈالا - اور مسافرون کو وہین اوتارا ہم بھی ہمراہ جناب مسٹر وہش صاحب بہادر کے جہاز سے اوترے اور ایک کشتی دُخانی مین سوار ہوکر کنارہ پہونچے اور وہان سے ذریعہ ریلوے کے لندن کو روانہ ہوئے - کرایہ اوس کشتی کا ہمکو ۲ شلنگ ۳ پینس دینے ہوئے تھے - جب ریل ہماری لندن مین پہونچی اور ہمارا اسباب بھی وہانسے اوتارا گیا تب وہان سے جناب مسٹر وہش صاحب بہادر مجھے ایک کیب مین (یہ کیب ایک قسم کی گاڑی ہوتی ہے جو زیادہ بلند نہین ہوتی اور نہایت خوبصورت ہلکی ہوتی ہے کبھی کوچوان اسکا آگے کوچ بکس پر بیٹھکر ہانکتا ہے اور کسی گاڑی مین پیچھے ایک بلند کوچ بکس پر بیٹھکر ہانکتا ہے) سوار کراکے آفس مین گرینڈلی اینڈ کو کمپنی کے بمقام پارلیمنٹ اسٹریٹ نمبر ۵۵ کے لیگئے - وہان گورنر کمپنی مذکور نے بعد از مدارات معمولی مجھسے کہا کہ ہمنے آپکے ٹھہرنے کے لئے کونٹ گارڈن ہوٹل کو جو متصل سبزی منڈی شہر لندن کے وسط شہر مین عمدہ موقع پر واقع ہے تجویز کیا ہے - چنانچہ وہانسے مسٹر وہش صاحب بہادر تو اپنے گھر کو رخصت ہوکر معہ اپنے عزیزون کے تشریف لیگئے اور مین کونٹ گارڈن ہوٹل مین ہمراہ مسٹر ڈبلیو گلیس اپنے کمشنر رہنما کے معہ اسباب کے پہونچا اور ایک اچھا سا کمرہ بالاخانون مین سے ہوٹل کے منیجر اعلی نے میرے لئے تجویز کیا جہان سے تمام تماشا کونٹ گارڈن کا دیکھا کرتا تھا - اور کمرہ مذکور مین سب سامان ضروری اور آرام کا مہیا اور موجود تھا - مین کچھ تعریف صفائی کمرون کی اور اوسکے اسباب کی نہین کرسکتا اوسی ہوٹل کے متعلق ایک کافی روم تھا جہان سب مسافر ہوٹل مذکور کھانا کھایا کرتے تھے -

یہ کمرہ ایک نہایت وسیع اور فراخ تھا جہان ہر وقت معمولی کھانے اہل یورپ کے طیار اور موجود

رہتے تھے۔ اور جس مسافر کو جو کھانا علاوہ کھانون موجودہ کے مطلوب ہوتا تھا وہ نہایت عجلت سے
چند منٹ مین طیار کرا کے پیش کیا جاتا تھا۔ غرض مین بعد رکھنے اسباب اور بدلنے لباس اور دیکھنے
ہوٹل کے پھر بسواری کیب اوسی کمشنر رہنما کے ساتھ ۴ بجے دن کے آفس مین کمپنی متذکرہ بالا کے
پہونچا۔ اور ٹھیک اوسیوقت مسٹر ایم کیمپسن صاحب بہادر میرے ولی نعمت اسکٹ سے بسواری
ریل تشریف فرماے آفس مذکور ہوئے اور بکمال گرمجوشی محبت اور الطاف کریمانہ ملے اور تمام حالات
سفر اور وطن کے دریافت فرماتے رہے اور کمال بشاشت خاطر اونکو میرے ملنے سے حاصل ہوئی۔
پھر مجھے اوسی کونٹ گارڈن ہوٹل مین ہمراہ اپنے لیکر آئے تاکہ میرے مقام اقامت اور اسباب
ضروری اور سامان راحت کو ملاحظہ فرماوین۔ چنانچہ دیر تک میرے ساتھ میرے کمرہ مین تشریف
لاکر باتین اخلاق اور تلطف کی فرماتے رہے اور جن امور کا جاننا تمدن و معاشرت لندن کے لئے ضروری
تھا وہ مجھسے ارشاد فرماتے رہے۔ اور پھر مجھے ساتھ لیکر واٹرلو اسٹیشن ریلوے کو روانہ ہوئے جہانسے
وہ اسکٹ کو روانہ ہوگئے۔ اور مجھسے فرماگئے کہ تم کل ضرور سر ولیم میور صاحب بہادر سے انڈیا
آفس مین ۱۲ ½ بجے دن کے ملنا وہ تم سے ملا چاہتے ہین۔

۲۱۔ مئی ۱۸۸۵ء روز پنجشنبہ۔ آج مینے بازار لندن اور بکنگھم پیلس محل شاہی اور ہائیڈ پارک
اور محل شاہزادہ ویلز اور آرمی اینڈ نیوی اسٹور کی سیر ہمراہ اپنے کمشنر رہنما کے کی۔ اور جیمس پارک
اور گرین پارک کو بھی راہ مین ہائیڈ پارک کے دیکھا تھا۔ جسوقت مین محل شاہی دیکھ رہا تھا اوسوقت
دردولت پر جناب قیصر ہند کے بینڈ کا باجا نہایت خوش نوا نغمونمین بج رہا تھا جسکے دیکھنے اور
سُننے کو ایک خلقت کا وہان ہجوم تھا۔ بعد سیر ان مقامات کے ½ ۱ بجے دن کے انڈیا آفس
مین ہمراہ اپنے کمشنر کے گیا اور ملازمت سر ولیم میور صاحب بہادر سے جو اوسوقت وزیر ہند کی
کونسل کے ممبر تھے مشرف ہوا۔ بوقت ملاقات کے جناب ممدوح نے براہ اخلاق کریمانہ و مربیانہ میرے

حالات سفر اور خیریت عزیزان وطن کی پوچھی - اور کیفیت میرے کمرۂ اقامت ہوٹل مذکور کی دریافت کی اور وفور عنایت سے فرمایا کہ تم مسٹر فٹز جرالڈ صاحب سے جنکو خدمت مہانداری اشخاص بلادِ غیر سپرد ہے مل لئے ہو یا نہین - مین نے عرض کیا کہ مجھے ابتک اونکی خدمت مین اتفاق حاضری کا نہین ہوا - اسپر فرمایا کہ تم ابھی میرے ساتھ چلو اور ملاقات کرو چنانچہ مجھے اوسیوقت اپنے ہمراہ اوسی انڈیا آفس کے ایک دوسرے کمرہ مین لیگئے اور صاحب ممدوح سے میری ملاقات کرائی - یہ صاحب ایک جوان آدمی خوشرو خندہ پیشانی وسیع الاخلاق تھے - فارسی زبان سے بھی خوب آشنا تھے مجھسے کبھی انگریزی مین اور کبھی فارسی مین باتین فرماتے رہے یہ صاحب سابق گورنر بمبئی کے صاحبزادہ ہین - ان صاحب نے بھی کمال لطف اور ہمدردی سے میرے سفر کے حالات سُنے اور حال اقامت گاہ کا بمقام لندن دریافت فرمایا اور کہا کہ جس امر کی آپ کو کسیطرح تکلیف ہو مجھے مطلع کیجئے اوسکا فوراً انتظام کردیا جائیگا - پھر مجھسے ان صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ آج دربار پارلیمنٹ مین جانا چاہتے ہین تو آپ ۴ بجے دن کے پھر میرے پاس آئیے مین آپکے لئے ٹکٹ دربار موصوف کا حاصل کر رکھونگا - چنانچہ مین اسکے بعد پھر کمرہ مین جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کے بموجب ارشاد جناب ممدوح کے گیا اور کیفیت ملاقات مسٹر فٹز جرالڈ صاحب بہادر بیان کی جسپر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ آپ ضرور دربار پارلیمنٹ کی سیر کیجئے اور ۴ بجے مسٹر فٹز جرالڈ صاحب کے پاس جائیے اور اب آپ میرے ہمراہ میرے گھر چلئے اور لیڈی صاحبہ سے بھی ہماری ملئے وہ تمکو دیکھکر بہت خوش ہونگی - چنانچہ جناب ممدوح اپنی لکڑی اور باران کوٹ اور بیگ اوٹھا کر اور مجھے ساتھ لیکر مع میرے کمشنر رہنما کے روانہ دولتخانہ ہوئے اور کچھہ دور پیادہ پا جاکر ایک ریل کے اسٹیشن پر پہونچے جو زیر زمین چلتی تھی اور وہان سے ریل پر سوار ہوکر سوتھ کنسنگٹن مین پہونچے اور وہانسے تھوڑی دور پھر پیادہ پا

چلکر ہم دولتخانہ جناب ممدوح پر پہنچے مکان جناب ممدوح کا لب سٹرک محلہ ویدربائی گارڈن مین نمبر ایک پر تھا۔
جو جنوب و مغرب مین محلہ مذکورہ بالا کے لب سٹرک واقع ہے جب مین اندر مکان کے گیا تو جناب
لیڈی سر ولیم میور صاحب بہادر اور اونکی صاحبزادیان ایسی گرمجوشی اور اخلاق اور محبت سے
پیش آئین کہ جیسے کوئی اپنے عزیز سے ملتا ہے۔ غرض جناب لیڈی صاحبہ موصوفہ نے بہت کچھ
مدارات عنایت دلی سے مجھ ناچیز مہمان کی فرمائی اور سب حالات میرے سفر اور وطن کے معلوم کیئے
چونکہ ٹفن کا وقت بھی آگیا تھا اسلئے جناب سر ولیم میور صاحب کے ساتھہ مین ٹفن کھاکر جلد رخصت
ہوا کیونکہ چار بجے مجھے دربار پارلیمنٹ مین جانا ضرور تھا۔ گر چلتے وقت جناب ممدوح نے فرمایا کہ
کل ہمارے ہان ایوننگ پارٹی ہوگی آپ ضرور آوین بھول نہ جائین۔ غرض مین وہان سے
رخصت ہوکر بسبیل ریل اپنے ہوٹل مین آیا۔ یہان آکر معلوم ہوا کہ جناب مسٹر وہش صاحب
بہادر معہ اپنے بھائی صاحب کے یہان تشریف لائے تھے اور مجھے تلاش کر کے چلے گئے۔ پھر مین
لباس بدلکر انڈیا آفس مین جناب مسٹر فنز جرالڈ صاحب کے پاس گیا اور اونسے ٹکٹ داخلہ جلسہ
پارلیمنٹ کا لیکر معہ ایک افسر کے جسے صاحب موصوف نے میرے ساتھہ کر دیا تھا پارلیمنٹ کے
جلسہ ہوس آف کامنس مین پہونچا وہان ایک کرسی پر مجھے افسر مذکور نے لیجا کر جلسہ مذکور مین بٹھادیا
جہانسے مین تقریرین اور مباحثے ممبران پارلیمنٹ اور بیان مسٹر گلیڈ اسٹون صاحب وزیر ہند کا
سُنتا تھا۔ بعدہٗ مین یہانسے شام کو اوٹھکر اپنے ہوٹل کو چلا گیا مگر راہ مین مسٹر وہش صاحب
بہادر کے پاس بھی ہوتا گیا جو اپنے بہنوئی صاحب کے گھر فروکش تھے وہان مین جناب وہش صاحب
کے بہنوئی اور اونکی میم صاحبہ سے یعنی ہمشیرہ جناب مسٹر وہش صاحب سے اور اونکے دیگر
رشتہ دارون سے ملا ان سب صاحبون نے میری بہت کچھ مدارات کی اور کمال اخلاق اور
محبت سے مراسم مہمان نوازی ادا کیئے۔ اور یہ صلاح ٹھہری کہ کل مین پھر مکان پر صاحب موصوف

کے آؤن اور نمایشگاہ کینسنگٹن کا ہم تماشا دیکھین - جب مین اپنے ہوٹل مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک چٹھی جناب ایم کیمپس صاحب بہادر کی اسکٹ سے میرے نام آئی ہے جسکا مضمون یہ تھا کہ آپ اگلے منگل کو میرے ہان معہ جملہ اسباب کے آئیے اور کچھہ دن رہکر ونڈسر کیسل وغیرہ مقامات کی سیر کیجئے اور ۲ بجے ۱۰ منٹ پر واٹرلو اسٹیشن شہر لندن سے سوار ہوکر اسکٹ مین ۳ ۱/۲ بجے داخل ہوجیئے گا -

۲۲ - مئی ۱۸۸۶ع - جمعہ - آج مین ہوٹل سے بعد کھانا کھانے کے حسب وعدہ دیروزہ جناب مسٹر وہش صاحب بہادر کے گھر گیا اور وہانسے اوّلاً ہم اور مسٹر وہش صاحب بہادر اور اونکے بہنوئی صاحب جو نہایت ذی علم اور با اخلاق تھے تماشا دیکھنے نمایشگاہ کینسنگٹن کے پہونچے جہان ایک عالم کی اشیاء عجائب وغرائب موجود تھین طرح طرح کے آلات جدید حرب وضرب دیکھنے مین آئے - ایک بندوق جدید قسم کی وہان دیکھی کہ جس سے صدہا فیر ایک دفعہ کے بھرنے سے چند منٹ مین ہو سکتے ہین گویا ایک بے آئین لشکر کو ایسا بندوقچی بچشم زدن پس پا کر سکتا ہے اس نمایشگاہ کے قریب ایک باغ تھا جسمین ایک برج براے یادگار جناب پرنس البرٹ مرحوم کے بنایا گیا تھا - اوس باغ کے درخت مثل سرو وغیرہ اتنے اتنے بلند تھے جیسے کہ ہمارے ملک مین آم اور نیب کے درخت ہوتے ہین مگر لطف یہ تھا کہ اون سب درختون پر جو بیش مقبرہ تھے ایک سائبان آبگینہ کا پڑا ہوا تھا جس سے سیر کرنیوالے اوس باغ کے تکلیف اوس بارش بے ہنگام ومتواتر سے جو اکثر انگلستان مین ہوتی ہے محفوظ رہین - اور اوس برج کی سطح زیرین اتنی نیچی اور گہری تھی جیسے کہ ہمارے ملک کی باولی کی ہوتی ہے - اور اوس مقام سے تا سطح بالائی جو ہم سطح باغ ہوگی ایک سلی نشست گرداگرد اوس برج مین بنی ہوئی تھی جسپر سے تماشا دیکھنے والے اوس بینڈ کا جو سب سے نیچے کی سطح مدور پر بج رہی تھی لطف اوٹھا رہے تھے - ایک تو

بینڈ کی خوشنوائی اور پھر اوسکا اوس برج مین گونجنا ایک عجیب دلکش مزا دے رہا تھا کہ جس سے ہزارہا آدمی جو اوسکے سُننے کے اشتیاق مین آئے تھے دم بخود بیٹھے تھے - غرض جو لطف کہ اوس بینڈ کی آواز دن مین وہان آتا تھا وہ کبھی میرے کانون نے نہین پایا اور جو تعجب کہ مجھے دیکھنے سے سائبان آبگینہ کے جو باغ پر پڑا ہوا تھا کہ جس سے پانی بارش کا تو نہرون مین باغ کے آتا تھا اور سیر کرنیوالون پر ایک بوند نہین پڑتی تھی - وہ کبھی میرے خیال سے نہ اوتریگا مگر سوچتا ہون کہ اہل ہند کو بے معائنہ کے کیسے باور ہوگا - فیس یہان کے معائنہ کی ایک شلنگ فی کس تھی - اور جو اشیا عجائب روزگار نمایشگاہ مذکور مین میری نظر سے گذرین اونکی تشریح کے لئے خود اوسی نمایشگاہ کی کتاب مطبوعہ درکار ہے جو ہر ایک سیر کرنیوالے کو ملسکتی ہے - پھر وہان سے ہم سیر کرکے بازار مین براے خرید اسباب ضروری ہمراہ مسٹر وہش صاحب بہادر اور اونکے بھنوئی کے آئے اور کچھ اسباب صاحبان موصوف کے ذریعہ سے مول لیا - پھر مین ہوٹل کو اپنے گیا اور وہان کچھ آرام کرکے پھر ۹ بجے شام کے ایوننگ پارٹی مین جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کے گھر شریک ہونے کے لئے گیا اور وہی مسٹر گلیس کشنر میرے ساتھ تھا - وہان جب پُھنچا تو جناب لیڈی سر ولیم میور صاحب بہادر اور اونکی صاحبزادیون نے میری بہت مدارات اور خاطر داری فرمائی جناب ممدوح کی کوٹھی مین روشنی سے ایک عالم نور ہو رہا تھا - کئی کمرے نہایت آراستہ اور پیراستہ پاے گئے جنمین سے ایک کمرہ مین سامان خورد نوش از قسم اشربہ و شیرینی و بسکٹ وغیرہ و ایس کریم و میوہ جات لذیذ تازہ و خشک انواع و اقسام میزون پر چُنا تھا - چنانچہ مجھے بھی اوس میز پر لیجا کر بٹھایا اور کمال لطف اور مہربانی سے بالائی کی برف کو کھلایا - واقعی وہ (ایس کریم) برف بالائی ایسی خوش ذائقہ جمی ہوئی تھی کہ بہت کم اتفاق ایسی برف کے کھانیکا مجھے ہندوستان مین ہوا تھا اور ایک خوبی اوسمین یہ تھی کہ بوجہ سردی ملک کے برف مذکور فوراً بعد

نکالنے کے قفل سے گلتی نہ تھی - پھر جناب سر ولیم میور صاحب بہادر نے کمال التفات سے مجھے
ایک کمرہ مین لیجاکر جو نشست مہمانون کے لئے تجویز کیا گیا تھا متصل کمرۂ ناچ کے بٹھایا اور ایک کتاب جسمین
حالات تاریخی مقامات مشہور بنارس معہ تصاویر عکسی درج تھے سیر کے لئے آگے رکھدی اور پھر جو جو مہمان
جلیل القدر رئوساے شہر لندن وہان تشریف لاتے گئے اون سب سے میرا تعارف جناب ممدوح الصفات
اور اونکی لیڈی صاحبہ کراتی گئین - غرض تھوڑی دیر مین سب کمرہ نشست کے مہمانون جلیل الشان
اور لیڈیون عالی منزلت سے بھر گئے اور گانا بجانا شروع ہوا میری نشست کے کمرہ مین جناب
مسٹر ایچ ایس ریڈ صاحب بہادر و مسٹر کسٹ صاحب بہادر حکام سابق بورڈ سرشتۂ مال ممالک
مغربی وشمالی و مسٹر ملول صاحب بہادر رزیڈنٹ سابق بڑودہ و میجر میڈ صاحب بہادر رزیڈنٹ
حیدرآباد و جناب لیڈی سر جنرل نپیر صاحب بہادر و مسٹر پانٹی فکس صاحب جج سابق
ہائی کورٹ کلکتہ و حال ممبر پارلیمنٹ و مسٹر گرد صاحب بہادر انسپکٹر - مدارس منچسٹر معہ دیگر صاحبان
والاشان رونق افروز تھے مگر مجھے نام اور صاحبان ممدوح کے یاد نہین رہے غرض اس کہنے سے میری
یہ ہے کہ جو جو لیڈی صاحبات اور جو جو صاحبان عالیشان اوس جلسہ مین رونق افروز ہوتے گئے
وہ سب مجھ سے بکمال لطف و دلجوئی ملتے گئے چنانچہ کسٹ صاحب بہادر اور میجر میڈ صاحب
بہادر نے مجھے اپنی عنایت و لطیفہ آمیز باتون مین ایسا مصروف کر دیا تھا کہ مجھے بہت کم فرصت اور صاحبون سے
مکالمت کی ملتی تھی جناب کسٹ صاحب بہادر باوجود اس کبرسنی کے نہایت قوی اور تندرست معلوم
ہوتے تھے اور کوئی بات بے ظرافت اور لطیفہ کے نفرماتے تھے اور چونکہ صاحب ممدوح کو زبان فارسی
مین بھی دخل معقول تھا اسلئے وہ ہمیشہ اچھے اچھے اشعار فارسی مجھے سناتے تھے اور ادھر جناب
لیڈی میور صاحب مجھے برف بالائی اور میوہ اور مٹھائیان لے لیجاکر اوس کمرہ مین جہان خوان
الوان نعمت بیدریغ چنا ہوا تھا باصرار کھلاتی تھین کہ جنسے اونکے الطاف کریمانہ اور مدارات اور مہمان نوازی

شریفانہ کا نقش میرے دل پر ابتک موجود ہے - غرض اوسی جلسۂ رقص و سرود و نائو نوش مین
بارۂ رات کے بج گئے اور مہمان رخصت ہو کر اپنے گھر چلنے لگے مین نے بھی اجازت صاحب خانہ سے
طلب کی اور اپنے کمشنر کے ساتھہ رات کو ایک بجے اپنے ہوٹل مین پہنچا چلتے وقت جناب میجر میڈ صاحب
نے فرمایا کہ مین بالضرور تمہارے ہوٹل مین تمہارے دیکھنے کو آؤنگا - اور جناب سر ولیم میور صاحب
نے فرمایا کہ مین ایک ہفتہ مین اسکاٹلینڈ جانے والا ہون تم مجھسے ہر روز انڈیا آفس مین ملا کرو -
مین یہان ایک حکایت کریم النفسی اور ہمدردی انسانی ایک ڈاکٹر صاحب کی جو خوبی جوہر انسانیت
سے آراستہ تہے تا مدت العمر نہ بھولونگا اور اوسکو بالضرور ہدیۂ ناظرین کتاب ہذا کرونگا وہ یہ ہے کہ یہ
ڈاکٹر صاحب بھی اوسی جلسۂ مذکور مین ہمارے شریک تھے اور علم و فضل مین ایل ایل ڈی کا
یونیورسٹی سے خطاب پائے ہوئے تھے وہ بھی چلتے وقت میرے درجہ مین ریل گاڑی کے
سوار ہوئے اور اوسی درجہ مین میرے ساتھہ مسٹر گلیس میر المنشر رہنما بھی سوار تھا راستہ مین
مجھسے کمشنر مذکور نے کہا کہ آج آپکے ساتھہ مجھے ۱۲ گھنٹے خدمت کرتے گذرے ہین اور ابھی تک گھر نہین گیا
بال بچون کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے اگر آپ اجازت دین تو مین اثناء راہ سے اترکر دوسرے
اسٹیشن سے ریل گاڑی مین سوار ہو اپنے گھر کو چلا جاؤن کیونکہ جس جس قدر اب آپکے ہوٹل
کی طرف یہ ریل جاتی ہے اوسیقدر میرے گھر کی مسافت بڑہتی جاتی ہے مین نے اوسکے جواب
مین کہا کہ مہربانمن مجھے تم کو اجازت دینے مین ایک منٹ کا بھی تامل نہین ہوتا مگر مین اپنی
ناواقفیت راہ سے سخت لاچار ہون کیونکر اجازت دون کسلیئے کہ مین جب اسٹیشن ریل پر اترونگا
تو وہانسے مجھے اپنے ہوٹل کا راستہ نہین معلوم اور گلیان و کوچے لندن کے ایسے مشابہ اور ہم صورت
ہین کہ شاید تمام باقیماندہ رات میری اسی تلاش و جستجو مین ختم ہو جائے - اگر کوئی مجھے راہ بتا نیوالا اسٹیشن پر
ملگیا تو مین فوراً تمکو اجازت دیدونگا اوسوقت میرے رہنما نے بھی میری حالت پر افسوس ظاہر کیا مگر

ساتھہ ہی اوسکے اپنے بچون کی مفارقت کا بھی افسوس کیا اور ایسے کلمے زبان پر لایا کہ جسکا مضمون بندگی بیچارگی کا تھا مگر میرے درجہ مین سواے میرے اور رہنما کے اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے اور کوئی نہ تھا - ڈاکٹر صاحب نے سُنتے ہی حال تاسف میرے کمشنر کا اور میری لاچاری کا کمشنر مذکور سے میری اقامت کا پتہ پوچھا اور مجھسے فرمایا کہ آپ مسٹر گلیس کو اجازت دیدین مین آپکو کوئنٹ گارڈن ہوٹل تک لیجاؤنگا جو سوتھہ ایمپٹن مین ہے - غرض مینے اپنے کمشنر کو اجازت دیدی اور وہ خوشی خوشی دوسرے اسٹیشن سے اُترکر سیدھا اپنے گھر کی جانیوالی ریل پر سوار ہوکر چلا گیا اور جب مین اپنے چیرنگ کراس اسٹیشن پر اُترا وہان وہ ڈاکٹر صاحب بھی اوترے نہین معلوم کہ وہ میرے ہوٹل سے بھی آگے کے اسٹیشن پر جانیوالے تھے یا پیچھے کسی اسٹیشن پر اُترنے والے تھے مگر وہ مجھے اوس اندہیری رات مین ساتھہ لیکر میرے ہوٹل تک پہونچے اور دروازہ ہوٹل پر آکر ایک پُرزہ کل کو جو پھاٹک پر ہوٹل مذکور کے لگا تھا ہلایا فوراً اوسکی جنبش کے ساتھہ پورٹر (یعنی دربان ہوٹل) آیا اور مجھے اندر ہوٹل کے لیگیا - مین نے بہت کچھہ شکریہ اون ڈاکٹر صاحب کا ادا کیا - مگر وہ یہ کہے گئے کہ نیور مینڈ نیور مینڈ یعنی تم اسکا کچھہ خیال نہ کرو - کاش اگر کسیطرح مین تنہا بھی دروازہ پر ہوٹل کے اپنے آجاتا تو میری آواز کسیطرح پورٹر کے کان تک نہ پہونچتی اور جب آواز اوس تک نہ جاتی تو کبھی ہوٹل کا دروازہ صبح تک نہ کھولتا کیونکہ اوس تار یا آلۂ خبر رسان کا اصلا حال مجھے معلوم نہ تھا اور دروازہ کے مسدود ہونیسے اندر آواز کا جانا محال تھا -

۲۳ - مئی ۱۸۸۶ء یوم شنبہ - آج مین خوب سویا اور ۱۲ بجے دن کے ہوٹل سے برآمد ہوا اور سیدھا انڈیا آفس مین جاکر خدمت مین جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کے حاضر ہوا - اونھون نے فرمایا کہ تم آج تو میوزیم سوتھہ کینسنگ ٹن کی سیر کرو اور پھر کسی دن کرسٹل پیلس کا جاکر تماشا دیکھو - چنانچہ مین وہین سے سیدھا ہمراہ اپنے کمشنر کے میوزیم مذکور مین پہونچا - یہ عجائب خانہ (میوزیم)

بھی فی الحقیقت ایک نمونہ خدا یتعالیٰ کی قدرتون بے حد کا تھا - یعنی ہر ملک کی پورانی سے پورانی شئے اور جدید سے جدید اور عمدہ چیزون اور دستکاریون کا مخزن تھا خواہ وہ از قسم اسلحہ ہون یا ظروف استعمال یا تصاویر یا اصنام یا پارچہ یا نمونۂ مکانات یا لباس حرب و دربار یا کتبہاے نادر الوجود - غرض ہر شئے نادر الوجود کا وہان انبار جمع تہا جسکے علم تفصیلی کے لئے ایک عمر درکار اور اجمالاً اونکے صرف نام و نشان دیکھنے کے لئے بھی کتابین ضخیم جنمین فہرست اونکے نامون کی معہ مختصر حالات تاریخی درج ہین - ملاحظہ طلب ہین) - مین نے خود دیکھا کہ ملک ہندوستان کی ٹھیکرون سفال سے لیکر کشمیر کے شال اور کمخواب بنارس اور دستکاری کرناٹک اور ململ نایاب ڈہاکہ تک سب چیزین موجود تھین جس سے دیکھنے والے کو ایک نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاے کہ فلان ملک کی ابتدائی حالت یہ تھی اور اب یہ ہوگئی ہے - اور فلان چیز نادر و سمین پیدا یا ساخت ہوا کرتی ہے - چنانچہ اس اصول پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ جیسا اہل انگلستان نے چند عرصہ مین اپنی حالت سابقہ کو بدلا اور اپنے کو درجۂ اعلیٰ تہذیب پر بذریعہ ترقی علوم و تجارت و صناعت و زراعت و فن جہازرانی و ملک داری کے پہونچایا - ایسی ترقی نمایان کسی ملک مین نہین ہوئی - آج سُنا گیا کہ بتقریب کسی تیوہار کے شہر لندن مین ۲ بجے سے دن کے بازار بند ہو جاویگا اور دو دن تک یہی حالت رہیگی اسلئے مین بھی اپنے ہوٹل کو چلا راستہ مین واقعی تیسرے پہر کو جہان کندھے سے کندھا چھلتا تھا وہان عشرۂ محرم کا سا سناٹا نظر آتا تھا -

۲۴ - مئی ۱۸۸۶ع روز یکشنبہ - آج ہمارا کمشنر بھی بوجہ تیوہار کے میرے پاس نہین آیا اگرچہ یہ یوم سالگرہ جناب قیصرۂ ہند کا تھا مگر کوئی سامان جشن و خوشی وغیرہ کا مینے نہین دیکھا - مین اپنے ہوٹل سے سیر کے لئے ۴ بجے دن کے نکل سنٹ پال کے گرجے مین پہونچا جو میرے ہوٹل سے کچھ دور نہ تھا یہ عمارت عالی بھی شہر لندن مین بالخصوص قابل دید ہے - واقعی گنبد اوسکا بہت بلند اور

وسیع ہے اوسکے صحن مین پورانا قبرستان ہے - اندر جاکر گرجے کو دیکھا توبہت فراخ کمرے اُسکے
ہین جنمین ہزارہا آدمیون کے لئے عبادت کی جگہہ ہے - مگر ایک آلٹر کے پاس دیکھا کہ ایک پادری صاحب
نہایت وجیہہ بہت خوش الحانی سے نماز پڑھا کر کچھہ دعا مانگتے ہین اور قریب ڈیڑھ سو یا دو سو آدمیون کے
جنمین بیشتر معمر عورتین اور مرد تھے اور کچھہ بچے وہ دھیان لگائے اونکے بیان کو سُن رہے ہین ورنہ
اور صاحب جوان عمر جو تشریف لاتے ہین وہ ادہر اودہر گھومکر نقش و نگار و ساخت عمارت کو ملاحظہ
کرکے اپنی سواریون مین سوار ہوکر چلے جاتے ہین یہ بھی تو نہین خیال کرتے کہ پادری صاحب کیا
فرمارہے ہین - اور کیا ہماری اس سیر و تفریح سے اونکے خیالات مین پریشانی پیدا نہوگی - افسوس کہ اتنا
بڑا شہر جسمین ۴۵ لاکھہ آدمی کی آبادی ہو اور ایسا بڑا گرجا اور یہ معدودے چند نمازی - سچ ہے کہ
اس زمانہ مین دنیا کی سب چیزون مین مثل اسباب عیش و آرام و ترقی علوم و فنون و تہذیب اخلاق ظاہری و آلات
حرب و ضرب کے بہت کچھہ روز بروز ترقی ہے مگر کمی یا مداہنت ہے تو صرف پابندی قواعد مذہبی مین اور عقائد
دینی مین خواہ آمین وہ ہندو ہون یا مسلمان یا عیسائی - اور عموماً ایک آزادی پھیلتی جاتی ہے
جسکو لا مذہبی کہنا چاہیئے - مین نے اسوقت فرصت کو غنیمت جانا اور چیرنگ کراس اسٹیشن کے
پاس کی گلیون اور کوچون مین جو اچھے اور صاف تھے کمرے اقامت مسافرون کے تلاش کئے
تو معلوم ہوا کہ اُن کمرون کو وہ لوگ اپارٹمنٹ کہتے ہین اور اپارٹمنٹ سے مراد یہ ہے کہ ایک مکان مین
صاحب خانہ بھی رہتا ہے اور اوسکے گھر مین اور بھی چند کمرے ہین جو اوسکی حاجت سے زیادہ ہین
تو وہ کمرہ کرایہ کو دیدیتا ہے - انھین کمرونکو اپارٹمنٹ کہتے ہین - ان کمرونکی اقامت کا ۱۷ شلنگ
کرایہ فی ہفتہ یا ۲ شلنگ فی یوم دینا ہوتا ہے اور ڈیڑہ شلنگ بابت دن کے کھانے کے مالک
خانہ کو اور دیا جاتا ہے جسمین چاء بھی شامل ہے اور شام کے کھانے کے لئے مسافر کو اپنا جدا بندوبست
کسی اور کافی روم مین کرنا ہوتا ہے جو خرچ دو شلنگ سے کم نہین ہوتا اس حساب سے گویا ۵ شلنگ

فی یوم ایک مسافر کو بابت خرچ خوراک اور اقامت کے دینا ہوتا ہے مگر دیگر اخراجات از قسم کرایہ سواری
وسیر و پارچہ دُھلائی و حجامت وغیرہ جُدا ہین کہ جنکو اُن ۶ شلنگ یومیہ سے کچھہ تعلق نہین ہی اگر ایسے
مصارف بالائی کا اوسط اندازہ خرچ دو شلنگ یومیہ رکھہ لیا جاے تو اس حساب سے ۸ شلنگ
فی یوم اقامت و خوراک وغیرہ مین ایک مسافر کے بمقام لندن صرف ہونگے جسکی تعداد روپیون مین
فی یوم چھہ روپیہ سے زیادہ ہوتی ہے - اور اسیوجہ سے ایک متوسط طالبعلم کا خرچ لندن مین دوسَو
روپیہ سے کم تخمینہ نہین ہوسکتا - اگر یہ طالبعلم کفایت شعار اور سمجھدار ہے اور محلہ ہیمپسٹڈ مین جاکر
رہے تو ممکن ہے کہ اوسکو کچھہ اور کفایت مصارف مین ہو جاے کیونکہ جو مقام کہ ناف شہر مین ہین
اونکا کرایہ بھی زیادہ ہے اور جو وسط سے دور ہوتے جاتے ہین اونکا کرایہ بھی سستا ہوتا جاتا ہی
آج بھی تمام شہر مین شہر خموشان کا سمان چھا رہا تھا -

۲۵ - مئی ۱۸۹۶ء روز یکشنبہ - آج مین اپنے کمشنر کو ساتھہ لیکر زولوجیکل گارڈن مین سیر کرنے کو
گیا اور برٹش موزیم کو بھی آج دیکھا اور ریجنٹ پارک کی بھی سیر کی - اس زولوجیکل گارڈن مین
گویا دنیا بھر کے جانور از قسم چرند و پرند خشکی اور تری جمع کیئے گئے ہین اور اوس خوبی سے وہ
مکانات مناسب مین رکھے گئے ہین کہ گویا وہ جانور ٹھیک اپنے اپنی اصلی مسکنون مین رہتے ہین یعنی
جو مچھلی کہ آب شور مین اور خاص قسم کی نباتات سمندر کی کھاکر رہتی ہے اوسے وہی پانی اور
وہی غذا دیجاتی ہے اور جو مچھلی کہ آب شیرین مین رہتی اور خاص قسم کے پتھرون مین اپنا گھر رکھتی
ہے اور خاص غذا کھاتی ہے اوسکے لیئے وہی غذا اور ویسا ہی مسکن اور پانی بہم پہونچایا گیا ہے -
اور یہی حال دیگر چرند پرند کا ہے چنانچہ بندرون کی قسم کے جانور ایک عمدہ دالان وسیع مین جمع
کیئے گئے ہین اور اوسمین درخت لگائے گئے ہین کہ جنپر وہ کھیلتے اور بیٹھتے اور آرام کرتے ہین - اور وہین
اپنی اپنی غذا پاتے ہین - ان عجائب جانورون کے حالات سب ایک کتاب مین درج ہین اور اسی سے

مفصل یہان کی کیفیت معلوم ہوسکتی ہے - ورنہ بندرا تنے اقسام کے گُمدار اور بے دُم مین نے وہان دیکھے
کہ جنکی تفصیل مین خود کسیطرح یاد ہی نہین رکھسکتا - دو کوہان کے اونٹ اور ہاتھی بھی یہان تھے مگر
بہت ضعیف ولاغر - آبی جانور وہ وہ یہان دیکھے کہ کبھی سمندر مین بھی اونکی صورت نہین دیکھی تھی -
چنانچہ ایک جانور آبی مینے وہان ایسا دیکھا کہ جو ایک ہاتھی یا گینڈے سے بھی بہت بڑا تھا - صورت
اوسکی نہایت ڈراونی خونناک تھی مُنہ گینڈے کا سا تھا اور جلد بھی مثل اوسکے تھی مگر شگاف
اوسکی جلد پر چار چار انگشت چوڑے گز گز بھر کے لمبے پڑے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا
کہ اوسکی جلد بوجہ حرارت کے پھٹگئی تھی - چار پاؤن اوسکے مثل ہاتھی کے تھے اور خشکی مین بھی
وہ رہ سکتا تھا - چنانچہ ایک چبوترہ پر وہ پڑا ہوا تھا اور مُنہہ اپنا کھولے ہوئے تھا کہ جسمین ایک
آدمی بے تکلف گھسیا سکتا تھا اور اوسکے مُنہہ مین لڑکے اور مرد اور عورت بسکٹ میوہ اور قسم قسم کے
کھانے پھینکتے تھے اور جب دو ڈھائی سیر جنس اوسمین جمع ہو جاتی تھی جب وہ ایک دفعہ مُنہہ
بند کر کے ایک ہی دفعہ اوسکو بطور لقمہ نگل جاتا تھا - اور پھر مُنہہ بھاڑ سا اپنا کھول دیتا تھا - غرض مین
اوس پارک اور باغ کا تماشا دیکھکر ہوٹل مین اپنے آیا اور وہان سے مسٹر ایچ ایس ریڈ صاحب
بہادر کی ملاقات کے لئے محلہ سوتھہ کینسنگ ٹن کرامول روڈ نمبری ۱۲۰ کو روانہ ہوا اور اونکی خدمت
مین جاکر نیاز حاصل کیا - جناب ممدوح کمال محبت قدیمانہ و مربیانہ و اخلاق دلی سے پیش آئے
تمام حالات ہندوستان اور اپنے پورانے رفقا کے دریافت فرماتے رہے اور کہا کہ تم بعد واپسی
اسکٹ کے میرے ساتھ کسی تھی ایٹر مین چلنا اور مین ہی تمکو اکیڈمی کی بھی سیر کراؤنگا - اور
پھر اونسے رخصت ہو کر جناب مسٹر میگناش صاحب سکرٹری بورڈ ممالک مغربی سے ملا جو
سوتھہ کینسنگ ٹن مین مارلو زسٹرک نمبر ۱۴ مین رہتے تھے - یہ صاحب بھی اور اونکی میم صاحبہ جو
صاحبزادی جناب مسٹر ریڈ صاحب بہادر موصوف کی ہین بہت تپاک سے ملے - پھر مین اپنے ہوٹل

کو واپس آیا۔ آج مینے ہوٹل کے پورٹر سے ایک حجام (یعنی باربر) کو بلایا تو وہ ایک آدمی کو لیکر حاضر ہوا اوس سے مین نے اصلاح بنوائی جسکی اجرت ہندوستان مین بطور معمول آدہ آنہ سے لیکر ایک آنہ تک ہوتی ہے مگر اوسنے نصف کردن مجھسے لیا جسکی تعداد عبصار سے زاید تھی۔ میرے قیاس مین وہ مجھے غیر ملک کا آدمی جانکر وہو کہ دیکر زیادہ اجرت لیگیا۔

۲۶- مئی ۱۸۵۵ء روز سہ شنبہ - جب مین انڈیا آفس مین جناب سر ولیم میور صاحب بہادر سے حسب معمول ملا تو جناب ممدوح نے فرمایا کہ ہم ہفتہ آیندہ مین اسکاٹلینڈ جاوینگے کیونکہ ہم وہان کی یونیورسٹی کالج کے آنریری پرنسپل ہو گئے ہین مگر اسی ہفتہ مین ہم پھر آوینگے اور اسی عرصہ مین تم اسکٹ کی جاکر سیر کر آؤ پھر وزیر ہند سے ملاقات تمہاری کراوینگے - غرض مین وہانسے اوٹھکر سیدھا ہوٹل کو اپنے آیا اور یہانسے تمام اسباب اپنا لیکر اور ضروری چیزین بازار سے خرید کر ۲ بجے ۵ منٹ پر روانہ اسکٹ ہوا اور درجہ دوم کی گاڑی کا ٹکٹ ۵ ½ شلنگ کو لیکر روانہ منزل مقصود ہوا۔ اور ساڑھے تین ۳ بجے وہان جا داخل ہوا - دیکھا کہ اسٹیشن پر اسکٹ کے میرے آقاے قدیم مہربان جناب ایم کیمپسن صاحب بہادر اپنی گاڑی لئے میرے آنے کے منتظر ہین - ریل سے اُترتے ہی کمال محبت سے مصافحہ فرماکر مجھے اپنے ساتھہ گاڑی مین بٹھا اپنی کوٹھی کو روانہ ہوگئے جسکا فاصلہ اسٹیشن سے تقریبا ایک میل سے کم تھا - اور اپنے گھر لیجاکر مجھے وہ کمرہ خاص اقامت کے لئے عنایت فرمایا کہ جسمین جناب ممدوح کے صاحبزادہ مسٹر بی ایم کیمپسن صاحب رہتے تھے وہ اوس زمانہ مین بہ تقریب امتحان افسران فوجی لندن گئے ہوئے تھے - تا زمانہ میری اقامت کے بمقام اسکٹ جناب آقاے ممدوح نے اور اونکی لیڈی صاحبہ ذیشان نے وہ مراسم مہمان نوازی اور خاطرداری کے ادا فرمائے کہ میری زبان نہین ہے کہ مین اوسکا شکریہ ادا کر سکون - حقیقتاً مجھی وہین جاکر معلوم ہوا کہ مہمانداری اور راحت رسانی مہمان اسکا نام ہے یعنی جو چیز کہ میرے لئے راحت و

آرام کی از قسم خوردنی و نوشیدنی و پوشیدنی و ضرورت اسباب غسل و وضو و آتشخانہ و استراحت درخلوت و جلوت و سیر کتب و اخبار و تفریح طبع درکار تھے سب انتظام اوسکا نہایت نفاست سے کردیا اور نئے نئے اقسام اقسام کے وہ کھانے کھلوائے کہ جنکا ذائقہ ابتک زبان سے نہین گیا ہے اور خصوص ذائقہ اوس گھر کی گاے کے دودہ کا جو مجھے روزانہ ملتا تہا اور اوس رائیس پوڈنگ کا جو میرے لئے روزانہ طیار ہوتی تھی بہولنا مشکل ہے کیونکہ مین نے نہ ایسا دودہ گاڑہا اور دہنیت اور بو باس کا ہندوستان مین پیا اور نہ ایسے رائیس پوڈنگ کھائی - اور وہ وہ اچار نفیس مجھے کھلائے گئے کہ جنکے نام سے مُنہ مین پانی بہر آتا ہے اور پھر بعد تفریح و سیر قصبات و مناظر کے رات کو ۱۱ بجے تک وہ باتین دلآویز علمی اور تفریح اور اخلاق وغیرہ کی ہوا کرتی تھین کہ جنسے دماغ مین ایک روشنی اور روح کو ایک مسرت حاصل ہوتی تھی اگرچہ ۲۶ - مئی ۱۸۸۵ء سے ۳۰ - مئی ۱۸۸۵ء تک اسکٹ مین رہا مگر اوسی جگہہ سے جناب آقاے نامدار نے وہ مقامات نامی و مشہور اور نیز از قسم دیہہ و قصبات و شہر بسبیل گھوڑا گاڑی دکھائے کہ جسکا جاننا ایک اجنبی پردیسی آدمی کو براے حصول معلومات ضرور تھا - پہلے دن مجھے شام کو خاص قصبہ اسکٹ کی سیر کرائی - پھر تو ہر روز رات کو دوسرے دن کی سیر کا ایک نیا پروگرام بنایا جاتا تھا - چنانچہ ۲۷ - مئی ۱۸۸۵ء بروز چہارشنبہ بعد ۱۰ بجے دن کے کھانا کھاکر مجھے سیر دیہات و قصبات گرد نواح اسکٹ کے جو چار چار میل دور تھے بسواری گھوڑا گاڑی کرائی جنمین سے ایک قصبہ کا نام بریک نیل تھا موسم بہت خوش آیند تھا ابر بھی تہا اسلئے بہت دور جانا مناسب نہ سمجھا گیا - ان دیہات اور قصبات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان سے ہمارے ہندوستان کے دیہات اور قصبات کو جو میلے اور بدقطع چھپرون اور ناموزون کچے مکانات اور خراب راہون سے آباد ہین کچھہ مناسبت نہین ہے - یہان کی رعایا کے گھر نہایت پاکیزہ باقطع اور چلے قاعدہ انجنیری سے ٹھیک ہر موسم کے مناسب سمتون سے درست چوبی یا پختہ بنے ہین اور ادنی سے ادنی کے گھر مین

بھی ایک چھوٹا سا خانہ باغ ضرور ہے - سڑکین یہان دیہات کی سی کشادہ نہایت صاف پاکیزہ بائی گئین - آبپاشی کے لئے نہرین کثرت سے دیکھین بیشتر ایسی کہ جنمین کشتیان بھی مال کی چلتی ہین - اگرچہ رعایا کے گھرون کے لئے زمین زیادہ مثل ہندوستان کے نہین ہے مگر جسپر بھی جتنا گھر ہے وہ سب پُررونق صاف ہوادار اور پاکیزہ ہے - بخلاف کسانان اہل ہند کے کہ جتنا بڑا گھر ہے وہ اوتنا ہی ویران اور میلا اور بے مرمت پڑا ہے - یہان کے قصبات مین بالعموم سڑک وصفائی وغیرہ کا انتظام متعلق ارباب کمیٹی قصبات مذکور ہوتا ہے مگر ماشاء اللہ ممبر اوسکے کیسے ذی علم ذی فہم عالی دماغ صفائی پسند خوش مزاج ملنسار نہ ہمارے ملک کے سے ممبران کمیٹی جنمین سے جس ممبر میونسپل کو دیکھئے وہ خودرائے خودغرض جنگ جو خودپسند بے علم ناتجربہ کار مگر سمجھ برائے خود بہلول دانا - اب فرمائیے کہ سچی صفائی اور خوبی ہندوستان کے قصبات اور شہرون مین کہانسے آئے اور کیسے پیدا ہو - یہان کے ہر قصبہ بلکہ بڑے گانؤن مین بھی ایک نہ ایک کلب گھر سیر کتب واخبار کے لئے موجود اور ایک نہ ایک چھوٹا سا ہوٹل معہ کافی رومسافرون کے کھانے پینے اور آرام کے لئے حاضر اور ایک گرجا اور دو ایک اسکول عبادت اور تعلیم کے واسطے مہیا - گاڑیان گھوڑے کی سواری کے واسطے طیار - ایسے ہی ایک دو منظر سیر و تفریح باشندون کے لئے عوام کے بنائے نظر پڑینگے - سب سڑکین صاف پُل خوبصورت چوراہے پاکیزہ تالاب پانی کے پاک صاف نہانے دھونے کے لئے - ایک دو پول یعنی نشان دوکان حجامون کی بھی دیکھنے مین آئینگے سچ یہ ہے کہ جو اسباب آرام کے انگلستان کے دیہات اور قصبات مین باسانی میسر آسکتے ہین وہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون مین نہین ہین - کھیتون مین ہل گھوڑون سے چلائے جاتے ہین یا انجن سے - بوجہ قدر زمین کے کوئی ٹکڑا زمین کا افتادہ اور نکما نظر نہین آتا حتی کہ مینڈین کھیتون کی لکڑی کے تختون سے بنائی گئی ہین - یا تارون سے لوہے کی قایم کیگئی ہین نہ مثل ہندوستان کے اتنی چوڑی اور کچی اور بے ڈول کہ جنسے ہزارہا بیگہ زمین بیکار ہوگئی ہے

۲۸- مئی ۱۸۸۵ء روز پنجشنبہ - آج مین واسطے دیکھنے ونڈسر کیسل کے ہمراہ جناب اپنے میزبان مکرم کے گیا جسکی مسافت اسکاٹ سے جو میرا قیام گاہ تھا ۷ میل سے زیادہ نہوگی - اگرچہ زمین کی اس ملک انگلستان مین بہت قدر و قیمت بوجہ کثرت آبادی کے ہے مگر پارک جناب عالیہ قیصرۂ ہند ملکہ انگلستان کا ۲۵ ہمیل مربع زمین مین واقع ہے - جسمین نہایت طرح طرح کے خوش فضا منظر جھیلین شکارگاہین سبزہ زار سڑکین مکانات نشیمن درخت نصب اور قایم کئے گئے ہین اور ساڑھے چار سو برس کی عمر کے درخت بھی ابتک اوسمین پائے جاتے ہین آبادی قصبہ ونڈسر برائے خود بہت گنجان و خوشنما ہے - اسی قصبہ مین مشہور قدیم ایٹن کالج ہے جہان شرفا کے لڑکے تعلیم پایا کرتے ہین یہ جون ۱۴۴۱ء مین قایم ہوا اور نوسو طلباء کے قریب اب بھی اوسمین سُنے جاتے ہین - اور شہرت اس ونڈسر کی صرف بوجہ قایم ہونے محل ہاے اقامت شاہی کے ہے جنکی خوبصورتی اور حُسن ساخت اور شان متعلق دیدہ ہے - وسِٹ کمرے اس محل شاہی کے ایسے ہین کہ جسمین ہر سیاح کو اجازت دیکھنے کی ملسکتی ہے اور ایک افسر ایسے سیاحون مشتاق زیارت کو اونہین لیجا کر تمام تصاویر اور نقشجات ملک اور کتب کو اپنے ساتھہ دکھا دیتا ہے اور اونکے حالات تاریخی بھی بیان کر دیتا ہے چنانچہ اونکی ہمنے بھی سیر کی - کتابین نہایت خوبصورت جلدون مین وہ دیکھین کہ جنکے اوصاف لکھنے کو خود ایک دفتر درکار ہے - تصویرین ماشاءاللہ اُن کمرون مین جملہ سلاطین و عزیزان سلاطین ماضیہ انگلستان اور بہادران اور منتظمان و خیرخواہان ملک و مقننان و مصوران و شاعران و مورخان و ماہران فن موسیقی و مدبران و فصیحان و علما و فضلا و عباد و زہاد و اطبا و پیشوایان دین ایسی ایسی نادر نظر سے گذرین کہ اونکے دیکھنے سے بھوک بھاگتی ہے اور آنکھون کو سیری نہین ہوتی اور ایک حکمت و عبرت اونسے حاصل ہوتی ہے - اور سواے ان تصاویر اہل ملک کے اور اور تصویرین بڑے بڑے معرکون اور دربارونکی اور اُن لوگونکی کہ جنکو بڑے بڑے خطاب شاہی اعلےٰ درجہ کے ملے ہین وہ سب جدا جدا موقعون مین چھت کے اندر لگ رہی ہین -

اور جو نامی سلاطین فی زماننا موجود ہین یا اونکی صورتین صفحۂ روزگار سے مٹ گئی ہین اون کی شبیہین بہ لباس فاخرہ اوس کاشانۂ شاہی مین معہ اونکے مختصر حالات کے موجب زیبایش در و دیوار ہو رہی ہین گویا محل شاہی جناب قیصرۂ ہند کا ایک جام جہان نما ہے کہ جسمین تماشا حالات زمانۂ سلف اور حال کا ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے جناب ممدوحہ کے محل مبارک کو اگر دار العلوم کہئے تو بیجا نہین ہے اور خلاف اسکے ہمارے ہندوستانی رئیسون کی دولت سراؤن مین نقرئی اور طلائی نقش و نگار یا تصاویر فحش آمیز مخرب خیالات فرضی اور ذہنی بہت نظر آوینگے کہ جنکے دیکھنے سے مہذب باحیا آدمی شرما جاوے - مگر اس محل شاہی ونڈسر مین ایسے واہیات کا تو کیا ذکر ہے کارنس تک بھی یہان کی خالی حکمت سے نہین ہے یعنی ظاہرا تو وہ صورت کارنس کی معلوم ہوتی ہے مگر دراصل وہ ایک نقشہ کسی ولایت کا تہ کیا ہوا لگا ہے کہ ایک اشارہ کرنے سے اوسکی سب تہ کھلجاتی ہے اور زمین تک آکر پھیل جاتا ہے اور اس کاشانۂ شاہی مین اُن مقامات کے بھی حالات تاریخی مرقوم ہین کہ جہان کسی زمانہ مین اخبار فتوح لشکر دولت انگریزی کے شاہان انگلستان کو پہونچے تھے اور وہ اوسوقت اوسمقام پر جلوہ افروز تھے - جو صاحب کہ مفصل حالات محل شاہی ونڈسر کے دیکھنا چاہتے ہون وہ کتاب انگریزی حالات ونڈسر کو جو ابھی طبع ہوئی ہے ملاحظہ فرماوین - مگر مجھے اسکا بھی ذکر در بیان سیر ونڈسر کے کرنا ضرور ہے کہ جب مین فٹن پر ہمراہ جناب ایم کیمپسن صاحب بہادر کے اسکاٹ سے یہان آیا تھا تو ہماری گاڑی کے ساتھہ کوئی سائیس نہین آیا تھا مگر واہ رے حُسن انتظام و خوبی معاشرت ملک کہ ہمارے پہونچتے ہی دروازہ قلعہ ونڈسر کے ایک اصطبل سے جو کسی کمپنی کا لب سڑک بنایا ہوا تھا ایک سائیس آموجود ہوا اور اوس نے فوراً گھوڑے کو گاڑی کے پکڑ لیا اور گاڑی کو معہ گھوڑے کے اوس اصطبل مین لیگیا اور وہان گھوڑے کی وہ خدمت کی کہ ہمارے چار سائیس ہندوستان کے نکرتے اور دانہ گھاس اوسکو کھلایا اور پھر گاڑی کو صاف کیا اور عین مراجعت کے

وقت گاڑی کو طیار کرکے اوسی موقع پر سڑک کے لے آیا اور جو اجرت واجب اور مناسب اوسکی تھی وہ بے قیل وقال ادب سے بعد ادا ے شکریہ لیگیا - یہ وہ سامان آرام و آسائش تھا کہ مینے کسی شہر مین ہندوستان کے نہین دیکھا - حقیقت مین یہ نیک نتیجہ تہذیب ملک اور تعلیم اور حسن معاشرت اور تمدن کا ہے -

۲۹ - مئی ۱۸۸۵ء روز جمعہ - آج مین ہمراہ اپنے میزبان معظم کے ریڈنگ شہر کے دیکھنے کو گیا یہ آبادی اسکٹ سے بفاصلہ ۳ میل کے ہے اور ریل برابر وہان جاتی ہے یہان کارخانہ ہنٹلی اینڈ پامر بسکٹ سازی کا ہے اور اسی کے نام سے بسکٹ اور اقسام اقسام کی مٹھائیان بنائی جاتی ہین اور تمام انگلستان مین یہہ کارخانہ درجہ اوّل کا گنا جاتا ہے اور جناب قیصرہ ہند کا یہ مشہور مٹھائی بنانے والا ہے - بیشتر کام اس کارخانہ مین انجن کے ذریعہ سے ہوتا ہے - کارخانہ ایسا عظیم الشان ہے کہ جسکے مال لانے اور لیجانے کے لئے ایک ریل اوسکے دروازہ تک جاری ہے - ہر ایک آدمی ملک غیر کا مجاز نہین ہے کہ کارخانۂ مذکور مین تماشا دیکھنے کو چلا جاے تاوقتیکہ اوسکے لئے اجازت خاص وہانکے مہتمم سے حاصل نہو - اور ایک رجسٹر بھی اس کارخانہ مین رہتا ہے کہ جسپر نام دیکھنے والے کا تحریر کرایا جاتا ہے - کارخانہ مذکور مین دیکھا گیا کہ ہزارہا زن و مرد لڑکے اور لڑکیان مصروف کار ہین کوئی میدہ انجن کی مدد سے گوندھتا ہے کوئی بسکٹ بناتا ہے کوئی اونکو تنور مین پکانے کے لئے دوڑاتا ہے - لڑکے اور لڑکیان ٹین کے بکسون مین بسکٹ بند کرکے ٹکٹ لگا رہے ہین کچھہ لوہار ٹین کے بکس بنا رہے ہین - بڑھئی اُن بکسون کو صندوقہاے چوبی مین بند کر رہے ہین - اور جب صندوق بہہ وجوہ طیار ہوگئے فوراً وہ ریل مین رکھے جاتے ہین اور ملکون کو روانہ کئے جاتے ہین - غرض جو عجلت اور صفائی ایسے کارخانہ بسکٹ سازی مین جہان کھیون کا ہجوم ہونا لازم ہے دیکھی گئی وہ متعلق دید ہے نہ شنید - بازار یہان کا مثل ایک چھوٹے بازار لندن کے تھا - غرض ہم بعد سیر کرنے

اس کارخانہ کے اور اوسکے بازار کے اپنی قیامگاہ کو ہ بسیل ریل لوٹ آئے - اگرچہ ۲۶ - مئی ۱۸۵۰ء سے آجتک مین برابر بعد کھانا کھانے کے دس گیارہ بجے باہر کے قصبات اور شہرونکی سیر کے لئے جایا کرتا تہا مگر دس گیارہ بجے تک اور پھر بعد آنے کے سیر قصبات وغیرہ سے ۴ بجے سے شام تک بلکہ گیارہ بجے رات تک ہمراہ اپنے جناب میزبان مکرم کے طرح طرح کی ہدایات زبانی سُنا کرتا تھا اور جو عمل جناب ممدوح اور اونکی لیڈی صاحبہ درباب تادیب و پرورش ۸ - ۷ اطفال خورد سال اہل انگلستان کے فرمایا کرتی تھین اونکو خوب غور سے لحاظ کیا کرتا تھا - یہ لڑکے اور لڑکیان بڑے افسرون اور عالیشان صاحب لوگون کی تھین جنمین سے کسی کے والد ہائی کورٹ بمبئی کے جج تھے اور کسی کے اور اعلیٰ منصب رکھتے تھے - غرض اُن بچون کے والدین نے اونکو تادیب اور تعلیم کے لئے میرے آقائے نعمت کے گھر بہیجدیا تہا تاکہ وہ بچے ایسے عالی درجہ نیک مزاج دیندار لوگون کے گھرانے مین رہکر خو بو انھونکی سیکھین اور جو جو علوم اور فنون ضروری ہون اونکو تحصیل کرین اور جو ریاضتین جسمانی اور حرکات وسکنات وآداب واخلاق شریفانہ اہل تہذیب ہین وہ اونکو سکھائے جاوین اور صحبت ناجنس سے محترز رہین - چنانچہ اسی تادیب کے لئے وہ سب بچے ایک وقت معین پر بعد نماز اوّل وقت شام کے سولائے جاتے تھے تاکہ جو مقدار استراحت کرنے کی حکمتاً ایک بچے کے لئے لازم ہے اوس سے کم استراحت نہ پائین اور پھر صبح کو اچھے وقت اوٹھائے جاتے تھے اور چاء وغیرہ اونکو دی جاتی تھی اور ایسے ہی غسل کرائے جاتے تھے اور پوشاک بدلی جاتی تھی اور پھر ایک سارجنٹ آیا کرتا تہا جو میدان کوٹھی مین اُن بچون سے ریاضت جسمانی کرایا کرتا تھا اور طریقۂ رفتار اور کودنے پھاندنے اور نیز رقص کے اصول اور وہ ورزش جس سے بازوٗن مین قوت آسئے بتایا کرتا اور اوسکا عمل اُنسے کرایا کرتا تہا اور تا موجودگی سارجنٹ وہ بچے یہ ریاضت جسمانی بمواجہ جناب آقا سے نامدار کیا کرتے تھے اور بعد فرصت پانے اس ریاضت کے وہ بچے

ایک ساتھہ جناب لیڈی صاحبہ کے ساتھہ کھانا کھاتے اور اوس سے پہلے نماز پڑہتے اور پھر کچھہ کتاب دیکھتے اور پھر لیڈی صاحبہ کے ہمراہ گاڑی مین سوار ہوکر اسکول مین اپنے جایا کرتے اور پہر ایک بجے ٹفن اونکو کھلائی جاتی اور پہر بعد ختم ہونے وقت اسکول ماسٹر کے گھر آتے اور کھیلتے اور کہانا کھاتے اور چہل قدمی کرکے جناب لیڈی صاحبہ اور آقاے نعمت سے رخصت ہوکر اپنی اپنی خوابگاہون مین جاکر سو رہتے۔ مین نے ان بچون کو نہ کبھی گالی بکتے نہ شور کرتے نہ آپسمین لڑتے یا ضد کرتے دیکھا فرمایئے کہ جب تادیب بچّونکی ایسے نیک خاندان دیندار شریف مزاجون مین ہو تو وہ لڑکے کیسے نیک مزاج رحم دل ملنسار بہادر اور مہذّب نہ اوٹھینگے اور کیسے بدزبان آوارہ طبیعت اَتَّھل ضدی جھوٹے چغلخور بزدل جھگڑالو سخت دل کمزور ہوسکتے ہین۔ اور کیسے بیعلم رہ سکتے ہین۔ خلاف ہمارے ملک کے بچون کے گو وہ امیرون کے ہی بچے کیون نہون مگر کسی کے والدین دراصل یہ کوشش تادیب مین نہین کرتے کہ بچے اونکے بدزبان نہون یا ضدی یا جھوٹے یا تنک مزاج نہون گو اونپر براے نام اتالیق بھی مامور ہوتے ہین۔ مگر اوس ایک اتالیق بیچارہ کی کیا صحبت اونپر اثر کرسکے گی جب کہ درجن کے درجن غیر مہذّب لڑکے اور دیگر نوکر چاکر اونکے سامنے بیہودہ بکینگے اور حرکات ناشایستہ کرینگے تو کیونکر وہ بچے شرفا کے اونکی تقلید نکرینگے جو اللہ تعالی کے گھر کا ایک بڑا زبردست قانون دیکھا دیکھی کا ہے اور خاصۂ طبیعت مسترقہ ٹھہرا۔

۳۰۔ مئی ۱۸۸۵ء روز شنبہ۔ آج مین اسکٹ سے لنڈن کو بعد کھانے ٹفن کے ۲ بجے ۴۰ منٹ پر روانہ ہوا اور ۴ بجے وہان پہونچگیا اور وہان سے اپنے کونٹ گارڈن ہوٹل مین آکر مقیم ہوا۔

۳۱۔ مئی ۱۸۸۵ء روز یکشنبہ۔ آج مین جناب مسٹر وہش صاحب بہادر اور اونکے برادر نسبتی ریورنڈ ڈیوی صاحب سے ملاقات کرنے اونکے گھر گیا اور وہانسے اونکے ساتھہ ہائیڈ پارک کی سیر کو گیا جسمین ایک جھیل سمندر کے پانی کی اسقدر وسیع بنائی گئی ہے کہ جسکا رقبہ کسی صورت سے رقبۂ نینی تال سے کم نہوگا اور ان ہی

ریورنڈ ڈیوی صاحب کے ذریعہ سے چار قلمتراش اور دو طپنچے ریوالور اور دو مقراضین براے
ہدیۂ احباب ہندوستان خریدین۔

یکم جون ۱۸۸۵ء روز دوشنبہ۔ آج مین انڈیا آفس مین بغرض قدمبوسی جناب سر ولیم میور صاحب
بہادر کے گیا مگر وہان معلوم ہوا کہ جناب ممدوح ابھی ایڈنبرا سے واپس نہین آئے۔ پھر مین خدمت
مین جناب فٹز جرالڈ صاحب مہتمم مدارات مسافران ملک غیر کے گیا وہ کمال عنایت و محبت سے ملے
اور جب میرا قصد سفر جانب لیورپول ومینچسٹر سُنا تو فرمایا کہ مین دو چٹھیان آپکے پاس آپکے ہوٹل
بھیجدونگا اونکے بمکتوب الیہ آپکو اچھی طرح سیر لیورپول ومین چسٹر کی کرادینگے پھر مین گرینڈلی اینڈ کو
کے آفس مین گیا جہان سے سفر متذکرۂ بالا کے لئے خرچ لیا اور آفس مذکور سے پھرتے وقت نارتھ بروک
کلب مین گیا جہان مجھے کرنیل الطاف علی ملازم ریاست کپورتھلہ ملک پنجاب اور مسٹر رود سنگھہ ملازم راجہ
دلیپ سنگھہ اور دو طالبعلم اور ملے جنمین سے ایک صاحب میور کالج الہ آباد کے طالبعلم تھے جو پنڈت
کشمیری ساکن لکھنؤ ہین اور دوسرے باشندۂ میرٹھہ کے تھے۔ یہ صاحب یہان بغرض تحصیل علم قانون
اور حصول سند بیرسٹری کے آئے ہوئے تھے۔ پھر مین وہان سے اوٹھکر ہمراہ مسٹر رود سنگھہ کے
کوریم مین آیا جو متصل گرجا ویسٹ منسٹر ابی کے ہے۔ مین نے اس گرجے کو بھی خوب اندر سے جاکر
تمام و کمال دیکھا یہ ایک نہایت اچھی اور عمدہ عظیم الشان قدیمی عمارت منجملہ عمارات مشہورہ لندن کے ہے
جسمین بڑی بڑی مورتین خوشنما عابدون اور زاہدون اور علماء اور فضلاء دین کی جو زمانہ سلف
وحال مین ہوچکے ہین اپنے اپنے موقعونمین ستون پر نصب ہین جنمین سے کوئی سنگ مرمر کی ہے
کوئی دھات کی ہے۔ پھر مین نے عمارت کوریم کی دیکھی یہ عمارت دو منزلہ ہے کہین سہ منزلہ اور نہایت
خوشنما بنی ہوئی ہے کہ جسکے صحن مین باغچہ اور گرد بڑے بڑے دالان نیچے اوپر بنے ہوئے ہین اور جسکے
متعدد کمرون مین عجائب اور غرائب قسم کی اور مختلف رنگون کی مچھلیان پالی گئی ہین۔ بڑی خوبی یہ ہے

کہ جس مچھلی کے لئے جس قسم کا پانی شور یا میٹھا درکار ہے وہ اوسی پانی مین رکھی گئی ہے اور وہی پانی فوارون اور نہرون کے ذریعہ سے تازہ اونکے لئے بہم پہونچایا جاتا ہے اور جس قسم کے پتھرون یا مٹی مین رہتی ہین اوسی قسم کے پتھر اور مٹی سے اونکے گھر بنائے گئے ہین - اور ایسے ہی جس قسم کی نباتات وغیرہ خوراک اونکے لئے درکار ہے وہی اونکو دیجاتی ہے - گویا مچھلیون کو سواے مفارقت اپنے اصلی دریا کے اور کسی قسم کی تکلیف نہین ہے - اور اسی کوریم کے چند کمرون مین عمدہ عمدہ تصویرین دلکش بیش بہا جنکو اندنون ہر ایک متنفس بمنزلہ آرایش خانہ کے التزام رکھتا ہے دیکھی گئین اور اسی عمارت کے نیچے کے درجہ مین ایک تماشا گاہ بھی تھا جسمین اوس روز اطلی کے کچھ زن و مرد اور بچے تماشا تھیئٹر کا دکھاتے تھے مین بھی اوس جلسہ مین تماشائیون کے جا بیٹھا - حقیقت مین جس جس ادا اور خوبی سے لڑکیان اطلی کی وہان ناچ رہی تھین وہ لطف کہین مینے نہین دیکھا اونکی چال ڈھال سرعت رفتار اور قدم رکھنے نگتون پر باجے کے جو اندر بج رہا تھا تماشائیونکو نقش بدیوار بنا دیا تھا اور خوش الحانی نے سامعین کو بیہوش کردیا تھا - اور ایسے ہی مردون نے اطلی کے جو جو کرتب کئے تھے وہ بے دیکھے دوسرا آدمی اور خصوص ہندوستان کا باور نکرے گا اسلئے اوسکا تذکرہ ہی کرنا بے سود ہے پھر یہان سے اوٹھکر مین اپنے ہوٹل مین آیا اور آرام سے پہنچکر کھانا کھا کر سو رہا -

۲- جون ۱۸۸۵ء روز شنبہ - آج مین پھر انڈیا آفس کو ایک بجے ملاقات کے لئے جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کے گیا جہان جناب ممدوح نے میری ملاقات اوسی انڈیا آفس کے ایک کمرہ مین جناب لارڈ کیمبرلی اور اونکے سکرٹری کادلی صاحب سے کرائی یہ صاحبان عالیشان والا دودمان نہایت اخلاق اور عنایت سے میرے ساتھ پیش آئے اور مجھہ ناچیز کے نہایت آبرو افزائی کی - کیونکہ میری اور اونکی نسبت آفتاب اور ذرہ کی تھی پھر جناب سر ولیم میور صاحب نے چاہا کہ مین اڈنبرا کی بھی سیر کرون اسلئے اونھون نے مجھے ایک چٹھی بنام کولڈ اسٹریم صاحب کے جو ڈپٹی کمشنر ملتان ہین اور

اب مقیم انڈنبرا ہین دی اور فرمایا کہ تم اونسے ملکر بہت خوش ہوگے وہ تمھاری بہت خاطرداری کرینگے اور سیر وہانکی اچھی طرح کرادینگے - افسوس کہ مجھے بوجہ دیگر تعلقات اور ترددات کے اسکاٹلینڈ جانیکا اتفاق نہوا - اور جوچٹھی مسٹر فٹز جرالڈ صاحب نے بھیجی تھی وہ مجھے ہوٹل مین ملی پھر مین انڈیا آفس سے لوٹ کر سیدھا بوسٹن اسٹیشن پر پہونچا اور ۲ ½ بجے دن کے ریل پر سوار ہوکر لورپول کو روانہ ہوا ریلوے کے سٹرک کے دونون کنارون پر سبز ریلیا کے جسے انگریزی مہندی کہتے ہین خوشنما ٹٹیان باستثناے چندمیلون کے لگی ہوئی تھین اور دو طرفہ حاشیے سٹرک مذکور کے ایسے سبز اور گلزار بنے ہوئے تھے کہ جیسے ہندوستان مین قریب اسٹیشن ریلوے کے لایق اسٹیشن ماسٹر سبزہ و بیل بوٹے سے اوسکو پر رونق کردیتے ہین اور پھر دونون طرف جنگل مین ریلوے کی حدود سے باہر جب نظر جاتی تھی تو ایک سبزہ زار ہرے ہرے کھیتون یا گھاس کا جو نہایت خوش قطع بنائے ہوئے تھے اور درختان موزون سے آراستہ تھے دکھائی دیتا تھا یعنی جو لطف کہ سیر باغ سے اور ملکون مین حاصل ہوتا ہے وہ یہان ریلوے کے سوار کو حاشیۂ سٹرک اور میدانون کے دیکھنے سے میسر آجاتا ہے - اور جو جو شہر یا قصبے ریلوے مذکور کے کنارہ ہمکو ملے وہ اپنی خوبصورتی اور صفائی مین شہر لندن کے بچے معلوم ہوتے تھے - میری مراد اس تشبیہ خاص کے دینے سے یہ ہے کہ جیسا شہر لندن خوبی عمارت باقاعدہ اور صفائی مین نامور ہے ایسے ہی وہ قصبے اور چھوٹے شہر اوس صفائی اور حسن عمارت سے آراستہ و پیراستہ تھے حتی کہ دیہات کے کسانون کے گھر بھی ہمارے ملک کی طرح بیڈول اور بے سمت اٹکل پچو نہین بنے تھے - جو چھوٹا سا مکان بھی کسی غریب کسان کا تھا تو وہ بھی دومنزلہ یا سہ منزلہ تھا اور سمتون سے درست اور اوسکے صحن مین ایک چھوٹا سا باغ بھی لگا تھا اور راستہ بھی اوسمین صاف سیدھا جسکے دونون طرف سبز گھاس سے پٹری مثل روش باغ کے بنی ہوئی تھی - بیشتر گھر کھپریل سے اور

لوہے کی چھت سے پٹے نظر آئے اور خس پوش مکان شاذ و نادر ہی دکھائی دیئے - یہان کے
شہرون کی ترقی دولت اور آبادی اونھون کی مرد و زن کی مصروفیت اور کثرت کاریگرون اور تعداد
چمنیون انجن سے جو کارخانون مین نصب ہوتی ہین معلوم ہوسکتی ہے - چنانچہ یہان کا کوئی قصبہ
اور شہر مجھے ایسا نظر نہ پڑا کہ جہان کوئی کارخانہ نہو کہ جسمین ایک یا دو انجن سے کام نہ لیا جاتا ہو حتی کہ بعض
گانٔون بھی اس سے خالی نہین تھے - سڑکون اور راستون کی صفائی اور نہرون مین روانگی
کشتیون سے معلوم ہوتا تھا کہ یہان کے تمام آدمی دل سے شایق صفائی اور محنت کے ہین اور تحصیل
دولت کی ذریعۂ علوم و فنون جدیدہ علمی اور تجربہ کے کرتے ہین اور امور متذکرہ بالا سے فائدہ اوٹھانیکا
طریقہ اونکو معلوم ہو گیا ہے - افسوس برحال برادران اہل ہند کہ جہان علم صرف براے حصول ملازمت
سرکاری پڑہتے ہین اور اختراعات کرنے علمی طبیعی کی اونکو کہان اور کسکو فرصت وہ اونکے اصول کو صرف
واسطے پاس کرنے امتحان کے نوک زبان کر لیتے ہین ہمدردی قومی یا وطن کی بہبودی کی بو باس تک
اونکے دماغ مین نہین گئی - حصول روشنضمیری کی جگہہ فکر معاش ذریعۂ ملازمت سرکار ذہن نشین ہو رہی
ہے - صفائی کا خیال بوجہہ رہنے کے ابتداے عمر سے میلے مقامات اور کثیف جگہون مین سب جسکے
عادی وہ ہو گئے آتا ہی نہین - پہر اگر راے کسی امر مفید عام مین پوچھی جاے تو بوجہ پست ہمتی اور
بزدلی کے اپنی اغراض نفسانی و ذاتی کو پیش نہاد کر کے وہ دینگے کہ جس سے فائدہ امر بحث طلب کو
نہ پہونچے بلکہ اوس سے صرف تردید راے اپنے فریق مخالف کی ہو جاے یا تائید راے اپنے
کسی دوست کی ہو - مین نے اکثر کھیتون مین غلہ کے گایون بیلون اور سورون کو کثرت سے
اور کبھی کبھی بھیڑون کو چرتے دیکھا جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ کسان اُن کھیتون کی
پیداواری خام کو بمنزلہ خوید کے اُن جانورون کو کھلا دیتے ہین اور اوس چرائی سے جب یہ جانور
طیار ہو جاتے ہین تو اونکی کھال اور گوشت سے زیادہ منفعت بہ نسبت غلہ کے اوٹھاتے ہین -

گائے بیل یہان کے اکثر سفید اور سرخ یا زردی مائل داغدار دیکھے گئے اور جنگلی جانورون مین سے سوائے خرگوش کے کوئی نظر نہ پڑا معلوم ہوا کہ درندون کو اور ہرنون وغیرہ کو لوگون نے شکار کر ڈالا۔ راستہ مین لیورپول کے مجھے دو بڑے شہر ملے تھے ایک کا نام کیبی تھا اور دوسرے کا نام کرو۔ اور دو قصبے اور بھی مجھے متصل لیورپول کے دکھائی دیئے تھے۔ الغرض ۷ بجے شام کے مین لیورپول پہنچا اور لیورپول نارتھ ویسٹ ہوٹل مین ۷ ½ بجے دن کے جاکر مقیم ہوا اور ۷ ½ بجے وہان ٹھیک وقت پر نماز عصر ادا کی اور ۹ بجے شب کو نماز مغرب پڑہی اور رات کے دس بجے روشنی شفق مغرب کی بند ہوئی تھی اور دو بجے صبح کے سفیدۂ صبح نمایان ہوگیا تھا حالانکہ ابھی زمانہ پورے طور سے چھوٹی سے چھوٹی ہونے رات کا جو ۲۱ جون کو ہوتا ہے نہین آیا تھا۔ ہمارے ہوٹل کے سامنے بادشاہ جیمس کے وقت کی ایک عمارت عالی یادگار بنی ہوئی تھی اور ایسے ہی اسکے قریب میوزیم کی ایک عالیشان عمارت وسیع پر فضا بنی ہوئی تھی۔

۳۔ جون ۱۸۸۵ء روز چہارشنبہ۔ ۶ بجے مین ہوٹل سے اوٹھکر پاپیادہ بازار کی سیر کو گیا۔ بازار یہان کے نہایت وسیع دوکانین نہایت عمدہ مثل لندن دمالعلا کے نظر پڑین اور دوکانون مین شیشہ کے کواڑ اکثر لگے تھے جنسے تمام اسباب دوکان کا باوجود بند ہونے کے سیر کرنیوالون کو نظر آتا تھا۔ معلوم ہوا کہ قریب دس بجے کے بازار کھلتا ہے۔ اسلئے بازار مین مجھے بہت کم آدمی ملے۔ مگر ہزارہا مزدورون کو دیکھا کہ وہ اپنا اپنا کھانا لئے رومالون مین اپنے اپنے کارخانون کو بھاگے جاتے ہین۔ دس بجے دن کے مین آفس میں مسٹر ایچ ایچ ہارن بائی صاحب کے گیا اور اونسے ملاقات کی اور چٹھی مسٹر ایم کیمپسن صاحب بہادر کی اونکو دی۔ یہ صاحب کمال اخلاق سے پیش آئے اور اونھون نے میری ملاقات مسٹر کوک صاحب سے کرائی جو کسی وقت انسپکٹر سررشتہ تعلیم ملک پنجاب اور بمبئی تھے اب یہ کوک صاحب معاملات سوداگری مین آڑتھ کا کام کرتے ہین پھر

اونھون نے مجھے اور ایک تاجر عالیشان لیورپول سے ملایا جو ہندوستان سے ریشم روئی و غلہ وغیرہ کی تجارت کرتے ہین - مسٹر ہارن بائی صاحب مجھے پھر ہوس آف ایکس چنج مین لیگئے جو ایک نہایت ہی عالیشان نامی عمارت اس شہر مین تجارت کی ہے - پھر جناب ممدوح نے ایک رہنما میرے ہمراہ کر دیا جسنے تمام دیگر کارخانے اس شہر لیورپول اور شہر برکنیل ہیڈ کے دکھائے - یہ شہر موخرالذکر دریاے مرسے کے پار ہے جسکے درمیان ایک چھوٹا سا دودکش موجود رہتا ہے جو پانچ منٹ مین ادہر سے اودہر مسافرون کو پہنچا دیتا ہے اور غالبًا ہر پاؤ گھنٹہ مین ایک کھیپ آدمیون کی ادہر سے اودہر لیجاتا ہے اور اس اسٹیمر کے سوا اور بھی بہت سی کشتیان خوبصورت اسی کام کے لئے مامور رہتی ہین گھاٹ اس دریا کے نہایت خوبصورت وسیع بنے ہوئے دیکھے مگر جب بھی آدمیون کا بوجہ کثرت خواہش عبور یہان ہجوم ہو جاتا ہے - آبادی لیورپول کی بقدر ۵۵۳۹۸۸ پانچ لاکھ ترپن ہزار نو سو اٹھاسی کے ہے - مین نے پہلے اس لیورپول کے اوس بندرگاہ کی سیر کی جہانسے مال کلون کے ذریعہ سے اوتارا جاتا ہے اور گوداموں مین لایا جاتا ہے یا گوداموں سے جہازون پر لادا جاتا ہے - چنانچہ ایک مقام پر دیکھا کہ ایک ہفت منزلہ مکان کے گودام مین گیہون بذریعہ ایک آہنی نہر کے جہاز سے چلے آتے ہین وہ گیہون مثل پانی کے موج مارتے بے تکلف انبارخانہ کو جلد جلد از خود نئے چلے جاتے تھے ایک دانہ بھی اُن گیہون کا نہر کے باہر نہین گرتا تھا اور ایک مقام پر تُل نئے جاتے تھے پھر مینے اوس مقام کو دیکھا جہان جہاز مرمت ہوا کرتے ہین - چنانچہ آرم اسٹرانگ کمپنی کے گودی کو دیکھا جسمین ایک نہایت ہی بڑا پمپ پانی کے نکالنے کا لگا تھا کہ جسکے برابر اور کسی گودی مین مجھے نظر نہ آیا اور اس گودی کی بنیاد تبرکًا جناب سر ولیم میور صاحب کے ہاتھ سے رکھی گئی تھی - یہان مینے دیکھا کہ بڑی بڑی مضبوط گاڑیان جسمین دو دو گھوڑے سبزہ گدار نہایت خوبصورت قدآور زبردست جو کسی صورت سے پندرہ پندرہ سو (الصاء) روپیہ سے

کم نہین بلکسکتے مجھتے ہین اور بھاری بھاری اسباب مثل لٹھون کے کارخانون اور مال کو دامن کولئے جلتے ہین اور وہانسے لئے آتے ہین - یہ گھوڑے استنے چوڑے چکلے تھے کہ جنپر سوار کا آسن جمنا دشوار ہے بلکہ متوسط آدمی کی رانون مین بھی اونکا آنا غیر ممکن ہے - ایال اور گردن اُنکی ایسے بڑے اور خوبصورت تھی کہ مین نے اوس جمال کے گھوڑے کسی ولایت مین نہین دیکھے - اور پھر اونکے مالکون کی ہوشیاری اور خوبی نگہداشت اور رحم دلی قابل تعریف ہے کہ کسی جانور کو مینے میلا یا زخمی یا مجروح یا لاغر نہ پایا - علی العموم گھوڑون پر طیاری سے پرنالیان پڑی دیکھین - عظمت اور شان تجارت اور خوبی یہان کے کارخانون کی اور کثرت آمد و رفت مال کی ایسی ہے کہ اوسکو کوئی بھائی ہندی میرابے معائنہ کے باور نہین کرسکتا - اگر بیان بھی اونکا کیا جاوے تو وہ مثل کہانی اور افسانہ کے معلوم کرینگے - مین دریا سے صرسے کے پار اُتر کر برکنیل ہیڈ کے اوس کارخانہ مین گیا جہان سرکاری جہازون کی ساخت اور مرمت ہوتی ہے - بڑے بڑے بھاری جہاز کلون کے ذریعہ سے تعمیر ہوتے ہین اور اونکی ساخت کے نمونے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے بنے ہوئے کارخانۂ مذکور مین موجود رہتے ہین - اِن کارخانون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت علم جر ثقیل اور علم ماء اور ہوا اور حکمت اور ریاضی کے پڑھنے کا انھون نے فایدہ اوٹھایا ہے اور وہ آلات بنائے کہ جو طلسم سے معلوم ہوتے ہین اور وہ دولت اور قوت اُن آلات سے پیدا کی کہ جس سے ملک مالامال ہوگیا اور قوم زبردست ہوتی جاتی ہے نہ ہمارے ملک کی طرح سے کہ چند لوگون نے ان علمون کو پڑھا اور ناحق اپنی قوت حافظہ کو اونکے مسائل یاد کرنے سے رنج پہونچایا اور قوت مدرکہ کو اونکے مضامین باریک کے سمجھنے اور سمجھانے سے تکلیف دی اور آخر کو یون ہی اونسے بے فایدہ اوٹھائے کسی گوشۂ گمنامی مین رہکر حسرت آلود دوسرے عالم کو چلے گئے بالعموم گھوڑے یہانکے بہ نسبت لندن کے بہت قدآور اور مضبوط اور بڑے اور خوبصورت

پائے گئے مگر آدمی یہان کے کچھ پریشان حال اور مفلوک دکھائی دیئے بعد سیر کر آنے برکنیل ہیڈ کے مسٹر کوک صاحب سے لیورپول مین ہماری پھر ملاقات ہوئی - مسٹر ہارن بائی صاحب نے ایک چٹھی واسطے سیر مین چسٹر کے میرے لئے بنام مسٹر ڈیوہرسٹ صاحب اپنے ایک دوست مسٹر نکسن صاحب سے لکھا کر لادی - پھر مینے آکر اپنے ہوٹل مین آرام کیا -

۴ - جون ۱۸۸۵ء جمعرات کی صبح کو ۹ ۱/۲ بجے ڈھائی شلنگ دیکر درجۂ سوم کا ٹکٹ لیکر روانہ مین چسٹر ہوا مگر قبل از روانگی مسٹر ہارن بائی صاحب بھی میرے وداع کرنے کے لئے ہوٹل مین آگئے تھے - تمام راستہ مین کھیت گیہون جو کے اور ترکاریون کے سبز سبز مثل ننھے ننھے باغ کے نہایت وسیع اور خوبصورت نظر آئے اور اسیطرح خوبصورت گاؤن اور قصبے اور شہر اچھے اچھے صاف اور خوشنما مکانون کے دکھائی دیئے - غرض ۱۰ ۱/۲ بجے مین مین چسٹر مین پہنچا اور کوئن ہوٹل مین ٹھہرا اور فوراً اسباب اپنا اپنے کمرہ فرودگاہ مین رکھکر کپڑے بدل کر جی آر ڈیوہرسٹ صاحب کے آفس مین جو میئر ہوس گریٹ مالبرو اسٹریٹ مین واقع تھا اوسی گاڑی پر سوار ہو کر پہونچا جسپر مین ریلوے اسٹیشن سے اپنے ہوٹل مین آیا تھا اوسوقت عجیب لطف ہوا کہ جب میری گاڑی قریب زینۂ آفس ڈیوہرسٹ صاحب کے پہونچی تھی اور میرا کوچوان نام اور پتہ مکان مسٹر ڈیوہرسٹ کا خود اونسے دریافت کرتا تھا کہ جو کوٹھی سے میرے لئے اوتر کر استقبال کو زینہ سے نیچے آئے تھے اور خود میرے کوچوان سے وہ میرا حال پوچھتے تھے کہ آیا اس گاڑی مین فلان شخص (یعنی راقم) سوار ہے - غرض بعد ملاقات معلوم ہوا کہ صاحب ممدوح کو لیورپول سے مسٹر نکسن صاحب نے میرے پہونچنے کی خبر بذریعہ ٹیلیفون کے دیدی تھی پھر مجھکو مسٹر ڈیوہرسٹ صاحب اپنی نشستگاہ کے کمرہ مین لیگئے اور اوسے دکھایا - اور پھر اوس کمرہ مین لیگئے جہان ٹیلیفون لیورپول سے وہان تک لگا ہوا تھا اور فرمایا کہ آپ خود مسٹر نکسن صاحب سے جو لیورپول مین ہین بات چیت

کرلین چنانچہ مین نے بھی اوسی آلہ کے ذریعہ سے چند باتین صاحب موصوف الصدر سے کین۔
پھر میرا تعارف ڈبلیو جیمس گرائٹن صاحب سے کرایا جو بینک ہوس ولنگٹن روڈ مین شہر مین چسٹر کے
رہتے ہین۔ ان صاحب نے جو ایک خندہ رو خوش مزاج کریم الطبع ہین مجھے کارخانے ساخت
پارچہ کے دکھائے۔ اور وہ مقام بھی کارخانوں مین پارچہ بافی کے معائنہ کرایا۔ جہان بذریعہ وبائو پانی
کے تھانون کے بنڈل باندھے جاتے ہین۔ یہ ہی صاحب مجھے اپنی سواری فٹن پر ایک اور شہر
مین لیگئے جہان چھینٹون کے بنانے کا ایک بڑا کارخانہ عالیشان ہے جہان قدرتی بیل بوٹون کا
عکس کاغذ پر اتارا جاتا ہے اور کاغذ سے پیتل کے پترون پر کندہ کیا جاتا ہے اور پھر اصل پھولون کے
رنگون کے مطابق طرح طرح کے رنگ اون پترون مین دیکر کپڑے چھاپے جاتے ہین اس کارخانہ
مین وہ مقام بھی جہان تھان کپڑون کے کلپ کئے جاتے ہین اور دھوئے اور سکھائے جاتے
ہین وہ بھی تعجب خیز ہے۔ کارخانہ مذکور مین جو دو منزلہ لکڑی کا بنا ہوا تھا اوسکے اوپر کے درجہ
مین مینے دو شیشیان جسمین ۹ تولہ پانی سماوے ایک جگہہ دیوار مین کارخانہ کے لٹکتی دیکھین
میرے استفسار پر اونکی کیفیت مہتمم کارخانہ نے یہ بیان کی کہ اگر خدانخواستہ اس عمارت چوبی
مین آگ لگجاے جہان ہزارہا تھان اور منون صابون پڑا ہوا ہے تو وہ آگ انھین شیشیون کے
استعمال سے بجھہ سکتی ہے جنمین سے ہیڈروجن گاس نکلکر ہوا کو پانی بنا دیتی ہے۔ جب ہمکو اس
کارخانہ مین سیر کرتے کرتے زیادہ وقت لگ گیا تو ہم اور مسٹر گرائیٹن صاحب اوسی کارخانہ کے
مہتمم و مالک کے گھر گئے جہان صاحب خانہ تو موجود نہ تھے مگر اونکی لیڈی صاحبہ تشریف فرما تھین۔
انھین لیڈی صاحبہ نے مسٹر گرائیٹن صاحب کی اور مجھہ مہمان ناخواندہ کی نہایت شوق دل سے
مدارات کی اور ہم سب کو کمال سیر چشمی اور لطف سے ٹفن کھلائی۔ اونکے اس برتاؤ محبانہ سے ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اپنے کسی دوست عزیز قدیم کی تواضع اور مدارات کرتے ہین بعد ٹفن کے

ہم اون لیڈی صاحبہ سے بکمال مشکوری وممنونی رخصت ہوئے اور پھر مجھے مسٹر گرائیٹن صاحب
ہوس آف ایکس چینج مین مین چسٹر کے لیگئے جسکا اتنا بڑا ہال روم تھا کہ جسمین ۸ - ۱۰ ہزار آدمی
کی گنجایش ہوسکتی تھی - اور مسٹر گرائیٹن صاحب فرماتے تھے کہ دنیا مین اس سے بڑا کوئی
ہوس آف ایکس چینج نہین ہے - اسی عمارت کے بالاخانون کے چند کمرون مین جو نہایت خوشنما
اور عظیم الشان تھے صاحبان مجسٹریٹ شہر کے کچہری فرمایا کرتے ہین اور ممبران میونسپل شہر مذکور کا جلسہ
بھی وہین ہوا کرتا ہے اور اونھین بالاخانہ کے کمرون مین سے وہ چند کمرے بھی مجھے دکھائے
کہ جہان شاہزادگان والا دودمان حضرت جناب ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر اور جناب
لیوپولڈ صاحب بہادر آکر قیام فرمایا کرتے ہین - مینے اُن کمرون کو دیکھا وہ کچھ آراستہ اور
پیراستہ نہ تھے ولایت کے معمولی مکانات کی کمرون کیطرح تھے - اس سے حال تہذیب
اہل ولایت معلوم کرنا چاہیئے کہ شاہزادہ تک اس ملک کے کس سادگی سے رہتے ہین اور کیسے
نمایش ظاہری سے متنفر ہین - کاش اگر ایشیا کے ایسے عالیقدر شہزادے وہان قیام اپنا رکھتے تو
کیسی کیسی فضول خرچی سے اُن کمرون کو وہ آراستہ کرتے - پھر مجھے مسٹر گرائیٹن ایک ٹیکنی کل اسکول
مین لیگئے جہان نوجوانون کو فن انجنیری - سوداگری - نقاشی - کمسٹری - کپڑا بُننا - رنگنا -
چھاپنا - اور خود انجن کا چلانا - تعلیم کیا جاتا ہے - جس سے یہ فائدہ عظیم متصور ہے کہ جب ضرورت ہو
کسی کارخانہ مین بجاے کسی کاریگر کے جو مرجاے یا بھاگ جاے یا بیمار ہوجاے تو یہان کا تعلیم یافتہ
آدمی جو اوس کام کا ماہر ہے فوراً جاکر اوس کام کو انجام دیسکیگا اور کارخانہ کو بند نہونے دیگا - کیونکہ
ظاہر ہے کہ جبتک کوئی مزدور ایسا تعلیم یافتہ فن مذکور کا نہوگا وہ کسیطرح کارخانۂ دستکاری مین بجاے
کاریگر تعلیم یافتہ غیر حاضر کے کام نکرسکیگا - سچ ہے کہ اگر ایسا اسکول اس شہر مین قایم نہوتا تو وہان کے
کارخانہ والون کو بالضرور بوجہ بیماری یا فوتی یا مفروری مزدورون کے بیشتر اوقات کام بند کرنا پڑتا

اور نقصان عظیم اوٹھانا پڑتا - کیونکہ اُن کارخانون مین سلسلہ کام کا ییکے باد دیگرے مثل پرزہاے گھڑی ایسا متعلق ہوتا ہے کہ اگر ایک کاریگر تعلیم یافتہ کہین چلا جاے تو اوسکے کام کا سلسلہ ضرور بگڑ جاے اس اسکول کے صاحب پرنسپل بہادر نے مجھے چند کتابین متعلق قواعد اپنے مدرسہ کے دین اور فرمایا کہ اگر تمہارے ملک کا کوئی طالبعلم آکر یہان کام سیکھے گا تو ہم خوشی سے اُسے کام سکھائین گے مجھے عمارت اوس یونیورسٹی جدید کی بھی دکھائی کہ جسکی منظوری گورنمنٹ سے اوسی زمانہ مین حاصل ہوئی تھی اور راہ مین مجھے سیر الکزنڈرا پارک کی بھی صاحب ممدوح نے کرائی جو قابل دید تھی - پھر مجھے صاحب ممدوح اپنے گھر لیگئے اور سب بال بچونکو اپنے دکھایا - اور اپنی لیڈی صاحبہ سے میری ملاقات کرائی - کھانا کھلایا - مین نے بھی حسب دستور اپنے اہل ہند کے اونکے بچون کو ایک اشرفی شیرینی کھانے کو دی جو باصرار تمام قبول کی گئی - پھر مین اپنے ہوٹل مین پہونچا اور آرام کیا اور ۵ - تاریخ جون ۱۸۸۵ء یوم جمعہ کو صبح کے وقت ۸ ½ بجے ۱ ½ ڈیڑہ شلنگ کرایہ ریل دیکر روانہ قصبہ وگن ہوا اور ایک ہی گھنٹہ مین وہان جا پہونچا راستہ مین اوسکے مجھے اچھے اچھے خوبصورت قصبے اور شہر نظر پڑے اس نواح کی آبادیون کے قریب کوئلہ کانون سے کھود کر نکالا جاتا ہے اور جابجا انجنون سے کام لیا جاتا ہے - زمین یہانکی شاداب زرخیز ہموار پائی گئی کھیت ربیع کے ہرے بھرے خوش قطع خوشنما دکھائی دیئے کہ جنسے آنکھون کو ایک سرور اور دل کو تازگی حاصل ہوتی تھی - اس مین چسٹر اور وگن مین ہر بیس منٹ پر ایک ریل آتی جاتی ہے - یہ قصبہ اگرچہ مثل شہر کے نہین ہے مگر تاہم آبادی اسکی خوب گنجان اور عمارتین اور بازار خوشنما ہین - میرے پاس ایک چٹھی مسٹر ایم کیمپسن صاحب بہادر کے ایک دوست کی بنام ڈارلنگٹن صاحب سوسٹر کے تھی - اسلئے مین ریل سے اُتر سیدھا اونکے ہی گھر پہونچا - تھوڑی دیر مین باہر سے وہ گھر مین آئے اور مجھسے بہت اخلاق اور تپاک سے ملے - بارش اُس دن ہو رہی تھی

مگر صاحب ممدوح مجھے معہ اپنے ایک کارندہ کے اپنے کوئلہ کی کان دکھانے کو جو آبادی سے
دو میل دور ہوگی گاڑی پر سوار کرا لیگئے اور کان کے مُنہ پر جہان مختصر سے دو تین کمرے بنے ہوئے
تھے لیجا کر فرمایا کہ جناب کو اگر شوق اندر اُتر کر اس کان کی سیر کرنے کا ہے تو بسم اللہ اس کوٹ کو جو
زیب تن فرما رہے ہین اُتار دیجئے اور اس کالے کوٹ بانات کو جو کمرے مین اونکے موجود تھا پہنئے اور
اپنی پتلون پر اس پتلون سیاہ موجودہ کمرہ کو پہن لیجئے - اور اس لفٹ کے ذریعہ سے اس کان
کے اندر جو قریب دو فرلانگ کے گہری ہے میرے آدمی کے ہمراہ اُتر جائیے چنانچہ مینے بھی
فی الفور کپڑے اُتار کر اور وہین کے کپڑے پہن اور ایک سیفٹی لعل ٹین ہاتھ مین حسب ہدایت
اونکے لیکر ذریعہ لفٹ کے کان کے اندر اُتر گیا اور اپنے کپڑے اُتار کر اوپر ہی کے کمرہ مین چھوڑ دیئے
سیفٹی لعل ٹین ایک قسم کے شیشے کی چھوٹی گول لعل ٹین ہوتی ہے جسپر لوہے یا پیتل کے
تارون کا جال لگا ہوتا ہے اور اُن اُصول حکمت سے وہ بنائی جاتی ہے کہ جس سے اوسکے
شعلہ پر گیس کان کے اندر کی سرایت نہین کر سکتی ورنہ اگر ذرا بھی وہ گیس شعلۂ لعل ٹین تک
پُہنچ جاوے تو وہ ایسی آتش گیر ہے کہ ایک لمحہ مین ساری کان کی گیس مین آگ لگجاوے اور
تمام کان مثل سرنگ کے اوڑ جائے چنانچہ ایسا ہی ایک واقعہ میری حالت اقامت مین لندن کی
بابت ایک کان مین ہوا تھا کہ جسمین ۲۷ یا ۳۷ آدمی جان سے تلف ہوگئے تھے اور سُنا جاتا ہے
کہ بیشتر ایسے ہی واقعۂ جانکاہ اور حادثۂ ہوش ربا یہان وقوع مین آیا کرتے ہین - جب مین اوس
کان کے اندر نیچے جا پہونچا تو دیکھا کہ بالکل وہان تاریکی مثل گور گناہگار ہو رہی ہے اور اوسی تاریکی
مین قریب دہانہ اوس کان کے ایک اسٹیم انجن بھی چل رہا ہے اور ایک پٹری ریلوے لین
کی اوس کان کے اندر اوس مقام تک بچھی ہے کہ جہان کان کھودنے والے کدالون سے کوئلہ
کھود رہے ہین اور اوس ریل کی پٹری پر چھوٹے چھوٹے صندوق چوبی پہیئہ دار جو دو یا تین

فیٹ اونچے اور ۳ فیٹ چوڑے اور چار فیٹ لمبے ہونگے - بجاے ریل گاڑیون کے چل رہے
ہین اور ایک ٹٹوان صندوقون کے ٹرین مین جوتا ہوا ہے جو کویلہ کے بھرے صندوقون کو کھینچکر
دہانہ کان تک جہان لفٹ لگا ہے لے آتا ہے اور وہ صندوق فوراً اوس لفٹ مین رکھدئے جاتے
ہین اور وہ لفٹ اونکو اوپر لیجاکر ایک ڈھالو زمین پر ڈالدیتا ہے جہان سے وہ کوئلہ پھسلکر از خود
ایک معمولی ریل گاڑی مین چلا جاتا ہے اور وزن بھی اسی اثناء راہ مین کویلہ کا ہوجاتا ہے -
مین اوس کان کے اندر اوس مقام تک پہنچا جہان کام کھدائی کویلہ کا جاری تھا اور دہانہ کان
سے وہ مقام قریب ۱/۲ میل کے دور ہوگا تو دیکھا کہ مزدور برہنہ تن صرف جانگیہ پہنے کدالون سے
کوئلہ جو بطور پرت یا تہ زمین کے جما ہوا ہے کھودتے ہین اور فوراً اوسکو وہ مزدور جنکے پاس سیفٹی
لعل ٹین ہین صندوقون مین بھرتے جاتے ہین وہان نہ سردی تھی نہ بہت گرمی - تنفس کے لئے
ہوا بھی خالص اوپر سے نیچے بذریعہ نلون کے پہونچائی جاتی تھی ورنہ آدمی کی زیست اوس
مقام تاریک اور بند مین دشوار ہوجاتی - جہان سے کویلہ کھودا جاتا تھا وہان مینے خود محسوس کیا
کہ ایک قسم کی گیس دیوار کان سے آواز سون سون کرتی نکلتی تھی اور شعلہ لعل ٹین کیطرف دوڑکر
آتی تھی جس سے شعلہ اسکا خمیدہ ہوجاتا تھا اور کچھہ قطرات پانی کے بھی اُن دیوارون سے برآمد
ہوتے تھے یا ہوا وہاں کی پانی ہوکر بصورت قطرات بنجاتی تھی - چوڑائی راہ اوس کان کی
سرنگ کی جدہر جدہر اوسکی شاخین گیئن تھین تین چار گز سے زیادہ نہ تھی اور کہین قدآدم سے
اوسکی چھت ایک فیٹ یا آدھے فیٹ بلند تھی اور کہین ہمکو خود جھک کر اوس راستہ مین جانا ہوتا تھا
اور اوس سرنگ کے دونون حاشیون پر جہان سے کان مذکور کے اندر ریل گذری ہے دالان
جابجا کھودکر بنادئے گئے ہین کہ اگر کچھہ چپقلش آدمیون کی یا مال کے آنے جانے مین اوس
راستہ پر ہوجاے تو اون دالانون کے اندر مال یا آدمیون کے بچ جانے سے وہ تکلیف

نہونے پائے۔ آفرین ہے اُن مزدورون پر جو ایسی کانون کے اندر کام کرتے ہین جہان
آفتاب کی صورت و نزات کبھی نظر نہین آتی جسپر مدار زندگی ہے وہ بیچارے یہ نہین جان سکتے کہ اسوقت
دن ہے یا رات دھوپ ہے یا بارش۔ غرض مینے دو گھنٹے تک سیر تمام کان کی کی اور پھر اُسی
لفٹ کے ذریعہ سے ہمراہ اپنے اوسی رفیق کے باہر آیا اور ہاتھ مُنہ دھوکر لباس مستعار اُتارا اپنے
کپڑے پہن روانہ جانب مکان مالک کان اپنے مہربان کے ہوا۔ اور وہانسے سوا دو بجے
دن کے ٹفن کھا سواتین بجے دن کے بسواری ریل مین چسٹر کو پھر آیا اور مین چسٹر مین صرف
۷ منٹ توقف کرکے شہر اسٹوک کو روانہ ہوا جہان کہ مجھے کارخانہ چینی سازی کا دیکھنا منظور تھا
اور پونے پانچ بجے وہان پہنچا اور حسب صلاح مسٹر ڈارلنگٹن صاحب کے اسٹافرڈ ہوٹل مین مقیم
ہوا جو ریل کے اسٹیشن سے بہت قریب تھی۔ اس شہر کے راستہ مین ریل پر سے ہمنے ایک شہر
ہین لی نام جہان سے دو میل اسٹوک رہجاتا ہے دیکھا کہ وہان بھی کارخانہ چینی سازی کا تھا اور
لوہا بھی وہان کھودا اور گلایا جاتا تھا۔ سب ملک اس طرف کا تر و تازہ پایا۔ مکان ان بلاد کے
خوش قطع ہمشکل آسایش موسمی کے مناسب حال دیکھے خواہ وہ گھر اہل شہر کے ہون یا قصباتی
یا دیہاتی بھائیون کے۔ حتیٰ کہ اگر ایک مکان کسی کسان کا میدان مین نظر آیا تو اوسمین بھی چند کمرے
آسایش موسمی کے اور کچھ صحن اور ایک چھوٹا سا باغچہ ضرور دیکھا۔ اور راستہ اور گھر صاف اور مکان
اوجلے اور پاکیزہ اور آراستہ پائے۔ کے ٹنل ہمکو ملین جہان سے ہماری ریل نے گذر کیا۔ انمین سے
ایک ٹنل سب سے بڑی تھی اور تاریک بہی تھی۔ اس نواح کے آدمی بیشتر لوہے کے کارخانون مین جو مرد
جو زن مصروف پائے۔ غالباً ایک متنفس بھی شایق نوکری گورنمنٹ کا نہ تھا۔
۶۔ جون ۱۸۸۶ء یوم شنبہ مقام اسٹوک مین نے آج سیر تمام شہر مذکور کی کی۔ اور پھر منٹن صاحب
کے کارخانہ چینی سازی مین دس بجے دن کے گیا۔ دیکھا کہ پہلے مٹی کل کے ذریعہ سے خوب باریک

پیسی جاتی ہے اور پھر اوس سے چاکون پر برتن بنائے جاتے ہین اور صاف صاف سنگ مرمر کی میزون پر وہ برتن رکھے جاتے ہین۔ بعضے برتن تو ایک ہی دفعہ چاک پر مثل طشتری یا رکابی کے بنجاتے ہین اور بعض مین کئی کئی جوڑ جدا بناکر لگائے جاتے ہین جیسے گلدان یا مگ یا جگ وغیرہ۔ پھر یہ برتن بناکر خشک کئے جاتے ہین اور بعد سوکھ جانے کے دو دن تک برابر بھٹی مین پکائے جاتے ہین جو ایک بڑے لمبوترے گنبد کی صورت بنائی جاتی ہے اور چارون طرف اُس بھٹی کے موریان رکھی جاتی ہین جنمین سے ہوا بھی جاتی ہے اور آگ کے تاؤ کو دیکھا کرتے ہین اور کویلہ دیتے رہتے ہین اور اوپر کے سوراخون سے بھٹی کے دھوان نکلا کرتا ہے یہ بھٹی زمین سے ۴ فیٹ اونچی ہوتی ہے اور جو برتن بھٹی کے اندر رکھے جاتے ہین وہ ایک جاے بلند پر ساگرون مین رکھے جاتے ہین اور ساگر ایک برتن گلی ہے جو بصورت ایک اوکھلی کے ہوتا ہے جسکا پیندا نہین ہوتا اور بلندی ساگر کی بقدر ڈیڑہ فیٹ کے ہوتی ہے اور اسطرح سے بھٹی مین برتنون کو ساگر مین رکھتے ہین اور کویلہ ان ساگرون کے نیچے اور اوپر رکھتے ہین کہ جو شعلہ آگ کا نکلے وہ سب ساگر مین نیچے اوپر سے ایکسان اثر حرارت کا پہنچائے۔ اور ان برتنونکی پختگی کے دریافت کرنے کے لئے اون سوراخون مین بھٹی کے چینی کے مٹی کے چھلے رکھدیتے ہین جب دیکھتے ہین کہ وہ چھلے پک گئے تب قیاس کرتے ہین کہ برتن بھی پک گئے ہونگے جب یہ برتن پک جاتے ہین تب اونکو ٹھنڈا کرکے نکال لیتے ہین اور ادنپر پھر رنگ آمیزی اور نقاشی کا کام کرتے ہین اور بعد رنگ چڑھانے کے آٹھ دن تک اُن برتنون کو بھٹی مین رکھکر پکاتے ہین جب وہ رنگ برتنون کے جرم مین اثر کر جاتا ہے تب اونپر روغن چمک دمک کے لئے پھیرتے ہین اور پھر یہ روغن دیکر ۹ گھنٹے کے لئے پھر بھٹی مین رکھتے ہین جس سے برتنون مین آبداری اور پوری پختگی آجاتی ہے اور لایق فروخت ہو جاتے ہین۔ سب سے نازک اور مشکل کام چینی کے برتن بنانے

مین آگ کے تاؤ کا پہچاننا ہے اور بعد اوسکے نقاشی کرنا ہے جسطرح چھینٹ کے بنانے مین نقاشی
مشکل ہے اسیطرح اس کارخانہ مین بھی یہ کام مشکل ہے - کھپرا یا کھپریل خلاف ہندوستان کے
محض نمناک مٹی سے بنتا ہے اور ہمارے ملک مین گارے سے اور اوسمین پھول بوٹا بنانا سخت
مشکل کام ہے - اور کھپرے کا پکانا مثل ظروف چینی کے ہوا کرتا ہے - مین نے اس کارخانہ کی دکان
کو بھی دیکھا جہان سب اقسام کے برتن بنے ہوئے برائے فروخت رکھے تھے واقعی وہ ایک
بہت بڑی دوکان عجیب و غریب اور نفیس ظروف چینی کی تھی کہ جسکا لطف بے دیکھے مرتب
یقین مین نہین آتا - پھر مجھے مسٹر منٹن صاحب مہتمم کارخانہ اس شہر کے میوزیم دکھانے کو لیگئے
اور پھر کتب خانہ کی بھی سیر کرائی - جنکی عنایتون کا مین بہت مشکور ہون - پھر مین ایک بجے ۴۰ منٹ
پر روانہ لندن بسبیل ریل ہوا اور ساڑھے چار بجے دن کے وہان پہونچگیا - یہ ریل ہماری سوا سے
شہر اسٹافرڈ اور رگبی کے کہین راہ مین نہ ٹھہری اگرچہ راستہ مین ہمنے بہت سے قصبے
اور شہر دیکھے کہ جہان سے کوئلہ کھودا اور لوہا کھودا اور گلایا جاتا تھا اور کپڑا بنا جاتا تھا - اسی
ریل کے کنارہ ایک بڑی نہر بنائی گئی ہے اگرچہ یہ نہر نہر گنگ کی ایک شاخ کے برابر ہے مگر اسمین
برابر کشتیان دخانی چھوٹی چھوٹی چلتی ہین جو مال کو ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجاتی ہین -
تمام راستہ مثل باغ کے سبزہ زار تھا -

۷ - جون ۱۸۸۵ء روز یکشنبہ - آج مین سیر کو ہائیڈ پارک کے گیا اور وہان کا تماشا ے منظر دیکھہ
محلہ براہمپٹن مین کوچہ گرو بلیس ملاقات کو مسٹر وہش صاحب بہادر کے گیا جو ریورنڈ ایف ٹی
ڈیوی صاحب اپنے بہنوئی کے گھر قیام پذیر تھے وہان حسن اتفاق سے خود مسٹر وہش صاحب
اور اونکے بھائی صاحب اور اونکی بہن یعنی مسس ڈیوے صاحب سے ملاقات ہوگئی اور ان صاحبون نے
بوجہ دوستی جناب مسٹر وہش صاحب بہادر کے مجھسے ملکر بہت اظہار مسرت کا کیا اور کمال خاطرداری

اور مدارات میری کی - غرض اُن صاحبون سے مل جل کر بعد ٹفن مین اپنے ہوٹل کو آتا تھا کہ راہ مین گرین پارک اور جیمس پارک سے آگے بڑھا او متصل چرنگ کراس اسٹیشن کے پہونچا وہان دیکھا کہ ہزارون آدمی گاڑیون پر سوار اور اقسام اقسام رنگ کی جھنڈیان لئے ہوئے غل مچاتے ہائیڈ پارک کو جا رہے ہین میری گاڑی اونکی گذر سے رک گئی مینے اپنی کیب والہ سے جو ہانکتا تھا سبب اسکا پوچھا تو اوسنے کہا کہ گورنمنٹ نے شراب پر کچھہ محصول زیادہ کر دیا ہے یہ لوگ اوس حکم کی ناراضی سے بطور اپیل کرنے کے ہائیڈ پارک مین جاتے ہین وہان جاکر علما اور فضلا اور پادری اس جماعت کی تقریرین موئید ان لوگون کے کرینگے اور وجوہ غیر مناسب ہونے حکم مذکور کی ظاہر کرینگے جسکو اخبار نویس اپنے اپنے پرچون مین درج کرینگے اور گورنمنٹ کے کان تک اس درخواست کے مضمون کو گوش زد کرینگے - واقعی میری راے مین یہ طریقہ اپیل کرنے کا اور اپنے زارنالے کا اور اظہار اسکا کہ کتنے لوگ کس کس قسم کے اس حکم سے ناخوش ہین اور کیا کیا وجوہ ناخوشی ظاہر کرتے ہین واسطے صاف دلی رعایا اور انصاف بادشاہ کے بہت اچھا ہے -

۸ - جون ۱۸۸۶ء روز دوشنبہ - آج مین بوجہ بارش باران کہین سیر و تماشے کو نہین گیا ہوٹل مین ہی رہا - ایک چٹھی کرنیل فلپس صاحب کی لوارنارو ڈ سے میرے پاس آئی جسمین وہ مجھے اپنے گھر دعوت کھانے کے لئے کل منگل کی صبح کو بلاتے تھے -

۹ - جون ۱۸۸۶ء روز سہ شنبہ - آج مین آٹھہ بجے دس منٹ پر براہ وکٹوریا اسٹیشن ریلوے کے لوارنارو ڈ کو روانہ ہوا آدہ گھنٹہ مین وہان جا پہونچا دیکھا کہ جناب کرنیل صاحب میرے لئے اسٹیشن پر موجود ہین کمال محبت اور اخلاق سے مجھے اپنے گھر جو اسٹیشن کے پاس تھا لیگئے - اور بہت دہوم دہام سے میری دعوت کی اور صاحب ممدوح کی لیڈی صاحبہ اور مس صاحبون نے تمام مراسم مہمانداری ادا کئے اور صاحبزادیون نے بھی اپنا گانا بہت خوش الحانی سے

مجھے سُنایا اور محظوظ کیا اور اپنی دستکاریان جو چینی کی رکابیون پر گُل اور بوٹہ بنانے کی تھین دکھائین - یہ کرنیل صاحب میرے پورانے دوست بے ریا محمد ضمیر خان رسالدار و نشنر رئیس بریلی کے دوست ہین - کسی زمانہ مین یہ کرنیل صاحب بہادر ہندوستان مین افسر اون کے رسالہ کے تھے صرف اونکے پاسِ محبت سے میری اسقدر مدارات کی تھی - قیاس کرنا چاہئے کہ اہل انگلستان اپنے دوست کا کسقدر لحاظ اور پاس خاطر رکھتے ہین کہ جو دوست کے دوست کی اسقدر خاطر کرتے ہین کہ جو ہمارے بھائی ہندی اصل دوست کی بھی نہین کرتے - کرنیل صاحب موصوف بہت کچھہ حال محمد ضمیر خان اپنے دوست با وفا کا دریافت کرتے رہے اور ایک اپنے لڑکے نوجوان کو بھی مجھے دکھایا جو اوسوقت تحصیل فن ڈاکٹری کرتا تھا وہ لڑکا ایسی انکساری اور سعادتمندی کے ساتھہ مجھسے ملا اور وہ محبت کی کہ گویا مین اوسکے باپ کا پورانا دوست تھا غرض مینے بھی بموجب رسم و رواج اپنے دیس کے اوسکو دو اشرفیان شیرینی کھانے کو دین - پھر کچھہ آرام کرکے مین ہمراہ کرنیل فلپس صاحب کے کرسٹل پیلیس کی سیر کو بسبیل ریل روانہ ہوا اور ۴ بجے دن کے ہم وہان پہونچے - واقعی یہ محل ایک عمارت عجائب روزگار ہے جو نہایت وسیع خوشنما بطور شیش محل کے بنی ہوئی ہے اور اوسکا باغ اوس سے بھی زیادہ سرسبز شاداب دلکش بنا ہوا ہے جسکی شادابی اور خوشنمائی سے نظر سیر نہین ہو سکتی - اور اوس سے بھی زیادہ میرے لئے دلکش اور عجیب ایک عمارت بصورت گنبد باغ مذکور مین بنی ہوئی تھی جسکو پینورا ما تل الکبیر کا کہتے ہین - اس گنبد مین نقشہ جنگاہ تل الکبیر کا ہے جو ملک مصر مین ابھی دو تین برس ہوئے کہ عربی پاشا اور گورنمنٹ انگریزی سے ہوئی تھی جسمین فوج انگریزی نے بہ ماتحتی جنرل ولزلی کے فوج باغی مصریون پر فتح پائی تھی - یہ کرسٹل پیلیس ہر روز دن مین دوپہر کے ۱۲ بجے سے شام کے ۸ بجے تک تماشائیون کے لئے کھلا رہتا ہے اور یہ محل

نزلہ ہے اور اسمین محلہاے شاہی قسطنطنیہ اور مصر کے نمونہ کے مکانات بنائے گئے ہین اور ایسے ہی
اورشاہان یورپ کے بھی محلون کی نقل بنائی گئی ہے اور جا بجا تصویرین اکثر قوم کے مشہور اور معروف
اور نامور لوگون کی لگائی گئی ہین - اس ہی کرسٹل پیلس کے درجات بالاے اور زیرین
مین اقسام اقسام کا مال تجارت منجانب تجاران براے فروخت رکھا رہتا ہے اور جمعرات کے
دن یہان نہایت اچھی اچھی آتشبازی ہزار ہا روپیہ کی چھوٹا کرتی ہے - اس محل کے بالاخانہ
کی چھت اور دروازہ اور جو راستہ کہ باہر محل مذکور سے جاتا ہے اوسکی دیوارین تمام آبگینہ کی
بنی ہین باقی سب چونہ اور پتھر وغیرہ سے بنایا گیا ہے -
۲۵ - مئی سنہ الیہ کو ۵۷ ہزار آدمی اس محل کے تماشا دیکھنے کو آئے تھے اور اسیقدر ہر روز
یہان آدمی آیا کرتے ہین اور ایک ایک شلنگ ہر آدمی سے فیس سیر کرنے محل مذکور لیجاتی
ہے پھر فرمائیے کہ کسقدر محاصل سالانہ اس ایک عمارت کا ہوا - بالاخانہ پر باجہ بینڈ کا بجا کرتا ہے
اور اور بھی اسکے سوا باجے یہان کے باجہ نواز بجایا کرتے ہین - اس محل کے باغ مین بھی ایک
چبوترہ مثل چبوترۂ الفرڈ پارک الہ آباد کے ہے مگر اوسکی اور اسکی خوبی اور لطافت مین زمین
و آسمان کا فرق ہے - پینورا ما کے برج مین جانے کے لئے بھی ایک خاص فیس جداگانہ
فی کس نصف شلنگ اور لیجاتی ہے مگر اوس برج مین چھت پر چڑھنے سے مجھے عجیب کیفیت
نظر آئی کہ گویا مین خاص اوسی مصر کے ملک مین جہان معرکۂ تل الکبیر واقع ہوا تھا موجود ہون
اور وہی معرکہ لڑائی کا میلون تک دکھائی دیتا ہے - کہین ایک سپاہی کا برچھا ایک یورپین سولجر
کے مُنہ مین چلا گیا ہے اور اوس یورپین کی سنگین مصری سپاہی کے بدن مین گھسگئی ہے -
اور دونون زخمی پڑے ہین - کہین چھولداری مین مصری فوج کی پکھال پانی کی لٹک رہی
ہے کہین کسی جگہہ یورپین سپاہی اپنی توپ کو قلعہ کی فصیل توڑ کر اوپر چڑھا کر لیجاتے ہین -

کہین ایک پر اسوارون کا کسی گاؤن کے پھونکنے کو جو میلون دور ہی دوڑا جاتا ہے کہین خون کے پرنالے بہہ رہے ہین کہین آگ لگ رہی ہے - کمال اوسکے کاریگر کا اسمین تھا کہ بذریعہ شیشون کے تصویر مذکور مین اوس ملک کا وہی موسم گرما وہی ریت کے ٹیلے اور وہی میدان بالو کا اور وہی آسمان کا بھیانک کوسون تک نظر آنا اور پھر وہی تمازت آفتاب جو برداشت سے ہمارے باہر ہے اور وہی خاک اور گرد آلود میدان اور وہی بے درخت ملک - زوال آفتاب کا وقت - اور پھر وہی پورے قد کی تصویرین کیا آدمی اور کیا جانور اور کیا دیگر اشیار کی جو نکی تون دکھائی گئین تھین - جس سے صاف پایا جاتا تھا کہ گویا ابھی لڑائی ہو رہی ہے - حتی کہ اُس ہنگامۂ کارزار کے دیکھنے سے دل گھبرایا جاتا تھا اور پھر جب اوس برج سے تصویر کے نیچے اوترے تو وہی خوشنما آسمان ہے وہی ابر وباران وہی موسم دلکش سرد ہے وہی باغ وہی چمن سرسبز وہی آبشارین - نہرین جاری اور وہی ٹھنڈے نسیم کے جھوکے چل رہے ہین - کاش اگر ایسی تصویر ہمارے ملک مین بمقام دہلی یا آگرہ یا لکھنؤ قایم کیجاتی تو ہزارون آدمی اپنے گھر کا اسباب بیچ بیچ کر اسکے تماشا دیکھنے کو جاتے اور جو فیس اوسکی مقرر ہوتی ادا کرتے - اور کمال صنعت شیشون کے لگانے مین اوس تصویر کے یہ کی تھی کہ دیکھنے والیکو یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ کس مقام سے عکس تصویر دکھایا گیا ہے اور کس حد تک اصلی زمین ہے - سچ ہے کہ جو فرقہ سوفسطائیون کا اس عالم کو ایک عالم خیالی مثل خواب کے تصور کرتا ہے اور جملہ وجود اشیار کو وہمی باور کرتا ہے اوسکے خیال کے لئے ضرور یہ تصویر مؤید ہے جیسا کہ کسی شاعر نے خوب لکھا ہے ؎

واے نادانی کہ بعد از مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

یہ پینوراما اوسی فرنچ کاریگر کے ہاتھہ کا بنا ہوا ہے کہ جسنے محاصرہ شہر پیرس کا جب جرمن فوج نے محاصرہ اوسکا کیا تھا کھینچا تھا - پھر مین کرنیل فلپس صاحب کے ساتھہ اس پینوراما کو دیکھہ

محل ہاے شاہی سلطان روم مصر کے دیکھنے کو کرسٹیل پیلیس مین گیا تو مین نے اونسے پوچھا کہ جناب یہ تو فرمائیے کہ یہ اصلی محل ہین یا یہ بھی کسی محل شاہی کا پینورا ما ہے جسپر انھون نے ایک خوب قہقہہ لگایا - پھر شام کو سیر کرکے ہم لوازنا روڈ کو لوٹ آئے اور کرنیل صاحب کو مین لوازنا روڈ مین چھوڑ کر سید ھا لندن پہنچا اور اپنے ہوٹل مین آ داخل ہوا - چلتے وقت مسٹر فلپس صاحب نے کہا تھا کہ کل مین تم سے وکٹوریا اسٹیشن پر ۱۱ بجے دن کے ملونگا اور وہانسے ہم اور آپ جو اسباب خریدنا ہے آرمی اینڈ نیوی اسٹور کو جائین گے یا اور کسی بازار سے خرید لینگے اور بعد خریداری اسباب وولچھ کی سیر کو چلین گے جہان سرکاری توپون کے بننے کا کارخانہ اور سلحہ خانہ شاہی ہے - اس کارخانہ مین چونکہ بے اجازت کوئی آدمی نہین جا سکتا اسلئے کرنیل صاحب نے فرمایا کہ ہمارے بھائی اس کارخانہ مین ایک افسر ہین اونکے ذریعہ سے اجازت آپکو سیر کرنیکی ملجاوے گی - مسٹر فلپس صاحب کہتے تھے کہ افسوس ہمکو اسکا ہے کہ ہمنے بہت جلد پنشن لے لی - کاش اگر اور زمانہ تک اپنے کام پر رہتے تو اس سے زیادہ پنشن بموجب قواعد حال کے پاتے اور ایسے ہی جنرل فیڈ صاحب جو ۲۲ برس سے پنشن پاتے ہین وہ کرنیل فلپس صاحب کے یہان آئے ہوئے تھے - یہ صاحب کسی زمانہ مین فوج بنگال احاطہ مین مامور تھے - یہ بھی شکایت قلت تعداد زر پنشن کی کرتے تھے مگر اونکے بھی قویٰ مثل فلپس صاحب کے کچھ کمزور نہین تھے بلکہ انسے ٹھٹول زیادہ تھے -

۱۰ - جون ۱۸۸۵ع روز چہار شنبہ - آج ۱۰ بجے دن کے مسٹر وہش صاحب کے گھر مین گیا تو معلوم ہوا کہ صاحب ممدوح نے منجملہ میری فرمایش کے دو روالور اور پانچ چاقو اور دو قینچیان خرید فرمالین ہین - پھر مین ۱۱ بجے دن کے بموجب قرارداد مسٹر فلپس صاحب کے وکٹوریا اسٹیشن پر پہونچا اور وہان وہ مجھسے ملے اور مین اونکے ساتھ وہانسے آرمی اینڈ نیوی اسٹور

مین گیا اور کچھہ اسباب وہان خرید کیا - پھر وہان سے سول سروس اسٹور مین ہمراہ کرنیل صاحب موصوف کے آیا کہ کچھہ اچھی بانات یہان سے خریدون مگر کوئی بانات مجھے پسند نہ آئی - اسمین تیسرا پہر ہوگیا اسلئے کرنیل صاحب سے رخصت ہوکر اپنے ہوٹل مین آیا یہان مجھے ایک چٹھی مسٹر ایم کیمپسن صاحب بہادر کے اسکٹ سے ملی جس سے اونھون نے مجھے اپنے گہر پر بلایا تہا -

۱۱ - جون ۱۸۸۵ع روز پنجشنبہ - آج مینے حساب کتاب ہوٹل کا صاف اور طے کر دیا اور بہ تعمیل حکم اپنے قدیم آقاے نعمت کے ، ۷ بجے ۴۵ منٹ پر صبح کے روانہ اسکٹ ہوا اور ۹ بجے وہان جا پہنچا جناب ایم کیمپسن صاحب بہادر مجھے اسٹیشن پر ہی ملے اور نہایت محبت عزیزانہ و مربیانہ سے اپنے گہر گاڑی مین سوار کرا کے لیگئے اور کمال لطف اور محبت سے مراسم مہمان نوازی اونھون نے اور اونکی جناب لیڈی صاحبہ نے جو سراسر اخلاق مجسم ہین ادا فرمائے - پہر اودہر اودہر کی باتین ۱۱ بجے رات تک ہوتی رہین - اوسی سلسلۂ بیان مین جناب ممدوح نے یہ ارشاد فرمایا بہتر ہے کہ تم قبل از روانگی ہند کیمبرج جاکر اور سیر کر آؤ اور ایک چٹھی اسمی مسٹر کاول صاحب پروفیسر کیمبرج کی مجھے دی -

۱۲ - جون ۱۸۸۵ع روز جمعہ - کو اپنے آقاے قدیم ممدوح سے اور اونکی مہربان لیڈی صاحبہ سے بتاسف تمام رخصت ہوکر دن کے دو بجے پچیس منٹ پر روانۂ لندن ہوا اور ۴ بجے لندن مین پہنچا اور اپنے ہوٹل قدیم مین پہر آکر آرام کیا -

۱۳ - جون ۱۸۸۵ع روز شنبہ - کو صبح کے وقت مین واسطے دیکھنے کیمبرج یونیورسٹی کے بذریعہ ریل ٹکٹ واپسی لیکر روانہ ہوا اور سوا دس بجے دن کے کیمبرج جا پہونچا اور مسٹر کاول صاحب کے گہر جو پروفیسر زبان سنسکرت کے تھے فروکش ہوا - اِن صاحب نے اور اونکی لیڈی صاحبہ نے بھی وہ مراسم مہمانداری اور مدارات کے مجھہ اجنبی آدمی کے ساتھہ

ادا فرمائے کہ مجھسے بیان نہین ہو سکتے اور مین اونکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون - پھر تھوڑی
سی استراحت کے بعد پروفیسر صاحب ممدوح مجھے کنگ کالج ٹرنٹی کالج اور کراسٹ کالج مین
سیر کے لئے لیگئے اور اونھون نے کیم ندی کی اور اوسکے پل اور کشتیونکی بھی سیر کرائی جسکے نام
سے یہ شہر نامزد ہوگیا اور اب ایک ملک کا دار العلوم بنگیا - اس موخرالذکر کالج مین مجھے محمد
حمید اللہ خانصاحب صاحبزادہ میرے دوست قدیم مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر
سول جج راے بریلی ملک اودہ کے ملے جو بیرسٹری کے لئے اور بی اے ہونے کی تعلیم
پاتے تھے - پھر مین مسٹر کادل صاحب سے جدا ہوکر محمد حمید اللہ خان کے ساتھ ہولیا -
انھون نے مجھے وہانکا میوزیم دکھایا اور باقی اور جو کالج کہ دیکھنے سے رہگئے تھے اونکو بھی معائنہ
کرایا - یہ کالج سب ایک ہی غرض کے لئے بنائے گئے ہین یعنی طلبا یہان کے یونیورسٹی مین
پاس ہون - اسیوجہسے اونکا ڈول کچھہ بہت مختلف نہین ہے - ہر ایک کالج کے احاطہ مین طلباء
یورپ روں کے رہنے اور تفریح اور سیر کرنے اور پڑہنے اور کھانا کھانے اور لیکچر سننے کے لئے
جدا جدا کمرے مقرر ہین - اور ہر ایک کالج کے متعلق ایک ایک باغ اور کچھہ سبزہ زار زمین رکھی گئی ہے
جسکے نیچے طلباء چلین پھرین اور بیٹھکر پڑہتے رہین - پروفیسر کالجون کے اپنے اپنے جدا گھرون
مین رہتے ہین - آج یہان کشتیون کی گھوڑ دوڑ ہونے والی ہے - بازار مین اس شہر کے بیشتر
وہی چیزین فروخت ہوتی ہین جنکی ضرورت طلباء کو ہوتی ہے سوا ے محمد حمید اللہ خان کے
اور بھی چند طلباء ہندوستان کے جو تعلیم پاتے تھے مجھہ سے ملنے آئے - غرض مین شام کو
یہان سے پھر لوٹ کر لندن کو چلا آیا اور اپنے ہوٹل قدیمی مین آکر آرام کیا -

۱۴ - جون ۱۸۸۵ء روز یکشنبہ - آج مین مسٹر وہش صاحب کے گھر گیا ۲ بجے دن کے آنسے
ملاقات ہوئی وہین ٹفن بھی کہائی - پھر مین مکان پر جناب ایچ ایس ریڈ صاحب بہادر سے

جو میرے قدیمی آقا اور محسن تھے گیا جو ہندوستان مین مدتون تک بعہدۂ ڈائرکٹری سررشتۂ تعلیم کے
اور بہر ممبری ریوینو بورڈ ممالک مغربی وشمالی پر نہایت نیکنامی سے مامور رہے یہ صاحب نہایت
مہربانی اور لطف سے پیش آئے۔ میرے حالات سفر اور ہندوستان کے حالات پوچھتے رہے افسوس
کہ مکان جناب ممدوح کا نمبر ۱۲ محلہ کینسنگ ٹن مین بکو چہ کرامویل ایک ایسے موقع پر تھا جہان سے
کہ ریل جو زمین کے اندر ہوکر جاتی ہے متصل اسکے اسٹیشن ریلوے کا تھا اسوجہ سے بوقت
آمد و شد ریل کے کان پڑی آواز پاس کے شخص کی نہین سُنائی دیتی تھی بناچاری بوقت آمد
ریل کے باتین آپسمین کرنا موقوف کیا جاتا تھا۔

۱۵- جون ۱۸۷۵ء دوشنبہ- مین نے وہ اسباب سفر کا انتخاب کیا کہ جسکا براہ برنڈلسی لیجانا
ریل پر مناسب نہ تھا چنانچہ منجملہ اسکے ایک میرا بستر تھا اور دوسرے کرسی تیسرے ایک پورٹ منٹو
جسمین فضول اور زاید کپڑے میرے بھرے ہوئے تھے۔ غرض مین اُن تینون چیزون
کے جدا جدا بنڈل باندھکر آفس مین گرینڈلی اینڈکو کے لیگیا کہ وہ اس اسباب کو میرے بمبیل
اوس جہاز کے روانہ کرین کہ جو مسافران لندن کو لیکر براہ تری پلی متھہ ہوتا ہوا سمندر کی راہ سے
جانب ہندوستان جاتا ہے۔ جس کیب مین کہ مین یہ اسباب لیکر بغرض سپردگی گورنر کمپنی گرینڈلی
اینڈکو کے گیا اوسکی چھت پر تو پورٹ منٹو میرا رکھا تھا۔ اور کرسی اور بچھونا کیب کے اندر میرے پاس
رکھا تھا۔ غرض جب مین آفس مین کمپنی مذکور کے پہنچا تو مین نے کمشنر کمپنی مذکور کو حکم دیا کہ تم
میرا اسباب گاڑی سے اُتار کر گودام مین کمپنی مذکور کے رکھدو۔ وہ کمشنر میرے اسباب مین سے
صرف پورٹ منٹو جو اوپر گاڑی کے رکھا تھا اُوتار لایا اور گاڑی کے اندر کا سب اسباب گاڑی
مین ہی چھوڑ آیا۔ جب مین نے کمشنر مذکور سے دریافت کیا کہ تم اسباب میرا گاڑی سے اُتار لائے
تو اوسنے کہا کہ ہان تب مین نے گاڑی والہ کو اوسکا کرایہ دیدیا اور وہ بعد پانے مزدوری کے

کسی طرف معہ دو بنڈل میرے اسباب کے چلا گیا - تھوڑی دیر بعد مجھے یہ معلوم ہوا کہ صرف میرا
پورٹ منٹو کمشنر نے اُتارا تھا اور باقی کے دو بنڈل گاڑی مین ہی چھوڑ دئے جنکو گاڑی بان لیکر
چلا گیا اسپر مسٹر میتھو صاحب گورنر کمپنی مذکور نے اپنا کمشنر پولیس مین رپورٹ کرنے کو بھیجا وہان سے
تھوڑی ہی دیر بعد یہ خبر آئی کہ اسباب مذکور کو پولیس نے راستہ مین گاڑی پر گرفتار کر لیا ہے اور
صاحب اسباب کو پولیس نے واسطے لینے اسباب کے طلب کیا ہے چنانچہ مین اُسیوقت دفتر مین پولیس
کے گیا تو دیکھا کہ میرا اسباب گم گشتہ وہان موجود ہے جسکو مین نے شناخت کیا اور تین شلنگ مجھسے
بابت خرچ گرفتاری وغیرہ کے لئے گئے اور اسباب میرے حوالہ کیا گیا - حالانکہ جب مسٹر میتھو صاحب
نے رپورٹ گم گشتگی میرے اسباب کی پولیس مین بھیجی تھی تو مجھے نہ نام کوچوان کا معلوم تھا
نہ نمبر گاڑی کا - صرف اتنا جانتا تھا کہ رنگ اوس گاڑی کے گھوڑے کا کمیت تھا - پھر مین نے
وہ دو بنڈل حوالہ کمپنی گرینڈلی اینڈ کو کے کردئے تا وہ اونکو جہاز کے ذریعہ سے روانہ جانب
ہند کردین - حال گرفتاری اسباب اسطرح معلوم ہوا کہ جب پولیس محافظ بازار نے میرے اسباب کو
خالی گاڑی مین کئی میل دور گرینڈلی اینڈ کو کی دکان سے جاتے دیکھا تو اوسکے کوچوان سے پوچھا کہ
یہ مال کسکا ہے جو اسطرح توئے جاتا ہے اوس نے سب حکایت میرے اسباب کے لیجانے اور گاڑی
مین رہ جانے کی اور میرے اُتر جانے کی بیان کی اور اپنی لاعلمی اوس اسباب کے رہجانے سے
اندر کیب کے ظاہر کی کیونکہ وہ کوچ بکس سے کیب کے اندر کا حال نہ دیکھ سکتا تھا اور بوقت اُتارنے
اسباب کے وہ کوچ بکس سے نیچے بھی نہین اُترا تھا - اسپر پولیس نے اوس سے زیادہ تعرض
نہین کیا تھا - صرف بغرض احتیاط ایک مچلکہ اوسکی حاضری کا بوقت طلب لکھا لیا اور نمبر گاڑی کا
معلوم کر لیا تھا - لیکن پولیس نے اوس کوچوان پر اسوجہ سے مقدمہ فوجداری قایم نہ کیا کہ جب
وہ کرایہ پورا اپنی گاڑی کا پا چکا تھا تو اس سے ضمناً صاف ثبوت اسکا ہوتا تھا کہ کوچوان نے

اپنی خدمت ایمانداری سے ادا کی۔ اور جو اسباب اوسمین رہگیا وہ نتیجۂ غفلت کمشنر یا مالک مال کا تھا نہ اوسکا ورنہ وہ کیون علانیہ اوس مال کو سر بازار اپنی گاڑی مین دہرے لئے جاتا۔ یا وہ بے کرایہ لئے اگر اس مال کو لیکر گاڑی لیجاتا تب البتہ اوسپر الزام بدنیتی سے لیجانے مال کا عاید ہوتا۔

پھر مین جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کی خدمت مین بمقام انڈیا آفس گیا بعد از گفتگوے لطف اور شفقت آمیز و اظہار تاسف مفارقت میری فرمایا کہ کل تم مجھسے پھر ملو اور اسکے قبل مسٹر ایچ ایس ریڈ صاحب بہادر سے مل آنا۔ اور کل ہی جناب نارتھہ بروک صاحب سے تمہاری ملاقات کرائی جاویگی

۱۶۔ جون ۱۸۸۶ء روز شنبہ۔ مین آج پہلے گرینڈلی اینڈ کو کمپنی کے آفس مین مسٹر میتھو صاحب سے ملتا ہوا مسٹر ریڈ صاحب موصوف کے گھر پہنچا وہان صاحب ممدوح نہ ملے اونکے وہ صاحبزادہ نوجوان ملے کہ جو میور کالج الہ آباد مین قانون کی تعلیم کے پروفیسر ہین اور اب علیل ہوکر یہان آئے ہین اونھون نے کہا کہ پاپا ہمارے اسکٹ گئے ہوئے ہین اور وہان سے ایک ہفتہ مین واپس آوینگے بعد اوسکے مین وہانسے انڈیا آفس مین حسب الطلب جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کے گیا۔ جو راہ مین سر بازار مجھے وہ اکیلے پا پیادہ جاتے ملے اپنا دری بیگ لاٹھی چھتری باران کوٹ۔ سب اپنے ساتھہ لیجاتے تھے کسی نوکر کے یا حمال کے محتاج نہ تھے۔ جیسے کہ امراے ہند ذراسی دولت اور حکومت پر ایسے نازان اور مغرور ہو جاتے ہین کہ قدم بھر پیادہ زمین پر چلنا اپنی کسر شان جانتے ہین سو اسکا ولایت انگلستان مین ذکر ہی نہین ہے چنانچہ صاحب موصوف نے دو چار پینس کا تازہ میوہ بازار سے خریدا اور اپنی دری بیگ مین رکھہ لیا۔ پھر میری ملاقات صاحب موصوف نے انڈیا آفس مین جناب سر مانٹ گمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق پنجاب اور جناب سر ایڈن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق بنگال سے کرائی جو ممبر کونسل وزیر ہند کے تھے۔ اِن دونون صاحبون نے کمال مہربانی اور لطف سے میرے حالات گذشتہ و حال اور وجہ سفر کو دریافت فرمایا مین نے

یل تذکرہ اپنے دو بنڈلون کے گم جانے اور پہر ملجانے کا جیسا کہ کل وقوع مین آیا تھا جناب سر مانٹ گمری صاحب بہادر سے کیا اور لندن کے پولیس کی تعریف دیانت وستعدی و ہوشیاری جیسی کہ مین ہندوستان سے سُنکر گیا تھا بیان کی کہ فی الحقیقت یہ ہی ایک پولیس لندن کا ہے جو اپنے فرایض منصبی کو جسکے لئے مامور ہوا ادا کرتا ہے بخلاف ہمارے پولیس ہند کے کہ وہ اور مقدمہ کو خراب کر دیتا ہے اسپر صاحب ممدوح نے میرے قول کی تائید فرمائی اور کہا کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ہماری بھی جیب سے گچھّا کنجیون کا بازار مین کہین گر کر گم گیا تھا ہمنے اسکی رپٹ پولیس مین لکھا دی چند روز بعد پولیس سے ہکو خبر ملی کہ وہ گچھا کنجیون کا تمھاری مل گیا۔ معلوم ہوا کہ اوسکو بازار کی سڑک پر کسی بوڑھے آدمی نے پایا تھا جسنے اوسکی خبر فوراً پولیس کو دی پولیس نے تب پتہ مالک مال کا اصل رپٹ گمشدگی سے لگا کر وہ گچھّا اوسکو پہنچا دیا۔ کیونکہ جب گچھّا گم ہوا تہا تو اوسکی خبر سب چوکیون پر پولیس کے ذریعہ تار برقی کے دیدی گئی تھی۔ اگر ہمارے ہند کے کسی شہر مین ایک گٹھہ اسباب کا بھی اگر گاڑی سے گر پڑے تو اوسکا پتہ لگنا از قسم محالات ہو جاتا ہے۔ خوش نصیبی اہل لندن کی کہ جہان اللہ تعالی کی مہربانی سے ایسا اچھا پولیس اور اوس سے اچھا پوسٹ آفس کا عملہ ملا جسکی تعریف ایک عالم مین ہے ۴½ بجے دن کے مجھے جناب سر ولیم میور صاحب ممدوح دفتر سے اپنی لیڈی صاحبہ سے رخصت کرانے اور مینا بازار کا تماشا دکھانے کو جو اونکے دولتخانہ پر منعقد ہوا تھا لیگئے اور وہان مین جناب لیڈی صاحبہ کی خدمت سے مشرف ہوا اور پہر لیڈی صاحبہ نے اپنی بہو سے اور اپنی بڑی صاحبزادی سے جو لیڈی مسٹر لو صاحب بہادر مرحوم کی ہین اور اور بچون سے اپنے ملایا اور پہر جو جو لیڈیان اوس مینا بازار مین تشریف۔ لائین تھین مثل لیڈی ہاب ہوس صاحب وغیرہ کے اونسے بھی میرا تعارف کرایا لیڈی لو صاحب نے میرے حال اور میرے خاندان کی خصوصیت کو

اپنے خاوند مرحوم کے ساتھہ معلوم کیا تو بہت لطف اور محبت سے اپنا کارڈ دیکر مجھسے فرمایا کہ تم کل مجھسے میرے مکان پر ضرور ملنا - اس مینا بازار مین دستکاریان لیڈی صاحبونکی خرید فروخت ہوتی تھین اور جو روپیہ اونکے ثمن کا آتا تہا اوسکا ایک کار خیر مین دیا جانا قرار پایا تھا - اب اس ملک کی لیڈیون کے خیالات عالی اور خیر آمیز قابل غور ہین کہ اونھون نے مینا بازار کو کس غرض مفید عام اور خیر کے لئے منعقد کیا جس سے ملاقات احباب ہو اور باہم ازدیاد محبت ہو - اور دستکاری عورات کو ترقی ہو اور غریب آدمیون کی پرورش ہو - مجھے جناب لیڈی میور صاحب نے ایک خوشخط تعلیم لکھی ہوئی ایک لیڈی صاحبہ کی ملاحظہ کرائی جسمین اُن لیڈی صاحبہ نے ۶ - ۷ زبانون مین چند آیات انجیل کو تحریر کیا تہا - اگر جناب لیڈی موصوفہ کو جو کاتب اوس ورق کی تھین گو کُل مہارت چھہ سات زبانون مین نہو مگر اونکا نقل ہی کرنا آیات کا ایسی خوشخطی کے ساتھہ کیا کچھہ کم تعریف کے قابل ہے - اوسی مینا بازار مین سے مجھے چند تعلیمات جنکو لیڈی صاحبون نے تحریر کیا تھا جناب لیڈی میور صاحب نے عطا کین اور مین وہان سے رخصت ہوکر اپنے ہوٹل کو آیا -

۱۷ - جون ۱۸۸۵ء روز چہارشنبہ - آج مین حسب وعدہ جناب لیڈی لو صاحب کے ملنے کو ریل پر چیرنگ کراس اسٹیشن سے اونکے محلہ کو روانہ ہوا مگر نام اسٹیشن کے نہ معلوم ہونیسے کبھی اُن اشتہارات تجارت مین کہ جنسے تمام دیوار اسٹیشن لپی ہوتی ہے اور ایک انچھہ بھی سطح دیوار خالی نہین دکھائی دیتی - اور کہین بہ سبب تھوڑے ٹھیرنے ریل کے جو ۳ - ۴ منٹ سے زیادہ قیام نہین کرتی - کبھی ایک اسٹیشن آگے اپنے اسٹیشن مطلوبہ سے جا اُترتا اور کبھی ایک اسٹیشن سے پیچھے ہی اُتر جاتا - گو آخر اسٹیشن مطلوبہ پر اُترا مگر اس ہی تردد مین اُترنے چڑھنے کے اِتنی دیر

مجھے لیڈی موصوف کے گھر جانے مین ہوگئی کہ وہ میرا بہت انتظار فرما کر کہین کسی دوست کی ملاقات کو مایوس ہو کر چلیگئین تھین - مین وہانسے بہ سبیل ریل ویسٹ منسٹر برج پر دریاے ٹیمس کے پہونچا اور کشتی دخانی جو سیر کرنے والون کیلیئے وہان موجود رہتی ہے اور مثل ریل گاڑی کے ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک جو کنارۂ دریاے مذکور بنے ہوئے ہین اور اوقات معین پر وہ کشتیان چلتی ہین سوار ہوا اور لندن برج تک سیر دریاے مذکور کی کر آیا - پہر اس سیر دریا کے بعد مین انڈیا آفس مین پہنچا اور جناب سر ولیم میور صاحب سے اجازت جانے ہند کی حاصل کر گرینڈ لی اینڈ کو کمپنی کے آفس مین آیا وہان اپنا حساب کتاب روپیہ کا طے کیا اور تینون بنڈلون کو ذریعہ جہاز کے جو سمندر کی راہ سے سویز جاتا تھا روانہ کیا اور اسیطرح جناب مسٹر وہش صاحب بہادر کے گھر گیا اور اونسے اور اونکے بہائی صاحب اور چچا صاحب اور ریورینڈ ڈیوی صاحب سے اور اونکی لیڈی صاحبہ سے متاسفانہ رخصت ہو کر اپنے ہوٹل مین آیا

۱۸ - جون ۱۸۷۵ء پنجشنبہ - آج مین حسب وعدہ لندن برج اسٹیشن ریلوے پر سوا دس بجے واسطے ملاقات کرنیل فلپس صاحب کے پہونچا جو اوسیوقت لوارنار روڈ سے تشریف لائے تھے پہر اونکے ہمراہ گرینچ پہونچا جہان سے کتب جغرافیہ مین طول بلد کا شمار ہوتا ہے اور کرۂ زمین پر اوسی مقام سے طول بلد کے خط قایم کیئے گئے ہین - پہر وہانسے ولچہ پہنچا اس مقام پر توپہاے سرکاری ڈھالی جاتی ہین اور گولے طرز جدید کے بنائے جاتے ہین اور اسلحہ کا فوج سرکاری کے لئے ایک میگزین یعنی مخزن جمع رہتا ہے - اس میگزین مین اگر ملاحظہ سامان جزئیات فوج سوارون کا کیا جاے تو میخین اور توبڑہ اور باگ ڈور تک سامان گھوڑدن مین ملاحظہ فرمایئے گا اور ایسے ہی فوج پیدل کے لئے ذرا ذرا سے اسباب ضرور ہی طیار و موجود پایئے گا - بجز نے سواے اور اقسام کی توپون کے ایک قسم کی توپ کلان قلعہ شکن آتشی

ٹن کی ایسی ساخت ہوتے دیکھی کہ جسکا گولہ آٹھہ میل کے فاصلہ پر جا کر جہاز کی دیوار آہنی مین
قریب ایک فٹ کے گھس جاتا ہے اور پھٹ کر بڑے سے بڑے جنگی جہاز کے ٹکڑے
اوڑا دیتا ہے اور گولہ اس توپ کا مثل گولی بندوق ہنری مارٹن کے ہوتا ہے جسکا تین چار
فیٹ سے کم طول نہین ہوتا اور عرض مین بھی اوسکی گولائی کا قطر ایک یا ڈیڑہ فٹ سے
کچھہ کم نہین ہوتا اور صورت اوسکی مخروطی بشکل گاجر کے ہوتی ہے اور اندر سے وہ گولہ خالی
ہوتا ہے جسمین اور مصالحہ اور چھری وغیرہ کے ٹکڑے بھرے جاتے ہین - جس سے بوقت
یکھٹ جانے کے لوگ مجروح ہوتے ہین - اسی قسم کی بینے توپین جزیرہ مالٹا اور بندر
جبرالٹر مین مورچون مین نصب دیکھی تھین جنسے کوئی جہاز کسی گورنمنٹ کا بوقت لڑائی کے
اوس راہ سے بحر روم مین جا سکتا ہے نہ آسکتا ہے گویا اس مالٹا بندر کے قبضہ کر نیسے اور
ایسی توپون کے لگا نیسے سارا سمندر بحر روم کا اور جو چھوٹے سمندر اوس سے ملتے ہین وہ سب
قابو مین سرکار انگلشیہ کے ہوگئے اور وہ وہ آلات آتشبار اسلحہ خانہ سرکاری وکچھہ اور میوزیم
مین دیکھے گئے کہ جسکے جوڑ کے کسی دولت غیر قوم مین علے وجہ الارض دیکھنے کو میسر نہین آتے
ہین اور وہ وہ جنگی جہاز سرکار انگلشیہ کے مستعد اور طیار کنارون پر سمندر کے کھڑے اور چلتے
پھرتے نظر آئے کہ جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری سرکار انگریزی کو تمام سمندر کی بادشاہت
اور حکمرانی حاصل ہے - کوئی سلطنت دنیا کی بمقابل اسکے دعوی جہاز رانی نہین کر سکتی اور نہ
بحری طاقت کا دم بھر سکتی ہے - آج کی تاریخ اس کارخانہ مین گیارہ ہزار آدمی کام کرتا تھا -
اور اس مستعدی اور عجلت سے کام ساخت توپون اور گولون جدید قسم کا اور کارتوسون کا
ہوتا تھا کہ سمجھہ سے باہر ہے - علاوہ ان مزدورون کے متعدد اسٹیم انجن کام کر رہے تھے - پورانی
قسم کے مدور گولے خارج کئے جاتے تھے - غرض اس کارخانہ کی سیر کر کے جس سے اصل

ت اور طاقت ہماری گورنمنٹ کی ظاہر ہوتی ہے ہمراہ کرنیل صاحب موصوف کے لندن آیا
اور اپنے ہوٹل کو روانہ ہوا اور کرنیل صاحب ممدوح اپنے قصبہ لوار نارووڈ کو بعد از اظہار کلمات مفارقت
و تاسف آمیز تشریف لیگئے۔

۱۹- جون شنشنبہ ۶ جمعہ - آج مین اپنے ہوٹل سے ۶ بجے ۱۵ منٹ پر بمقام چیرنگ کراس
اسٹیشن ریلوے کے پہونچا اور ایک ٹکٹ درجہ اول کا بقیمت ۹ پونڈ ایک شلنگ ۶ پینس کے
تا شہر وینس خریدا - اور ۷ بجے ۴۰ منٹ پر ریل پر سوار ہو جانب ہند براہ ڈوور روانہ ہوا - راہ
مین جو شہر یا قصبے تا ڈوور مجھے نظر آئے وہ سب شاداب صاف اور خوش قطع تھے کسی کسان کا
بھی گھر بے باغچہ یا خانہ باغ کے نہ تھا - سب سڑکین صاف اور آراستہ پائین کوڑہ یا میلے کا
انبار مثل ہندوستان کی بستیون کے یا گھرون کے پاس نہ تھا - غرض دس بجے کے بعد ہم ڈوور
مین داخل ہوئے اور تھوڑی دیر آرام کیا جو حد حکومت دولت انگریزی کی ہے اور آگے اسکے
آبنائے ڈوور ہے - اور یہ بستی لندن سے ۷۴ میل دور ہے اور آبادی اسکی بقدر ۸۵۵۰۶ ہے
ہمارے عبور کے لئے ایک چھوٹا سا اسٹیمر اوسی آبنائے مین پہلے سے موجود تھا جسمین جنبش بہت
تھی جس سے مسافرون کے جی بہت متلائے اس آبنائے ڈوور کے پار شہر کالی جو عملداری فرانس
مین ہے اور اس آبنائے کا عرض ۲۲ ½ میل ہے - غرض ہم اوس اسٹیمر پر سوار ہو کر دو گھنٹہ کے عرصہ مین
پار جا پہونچے - جہان قلعہ کالی ہے - آبادی اسکی ۱۲۵۷۳ آدمیون کی ہے اگرچہ یہان بھی ایک
خوبی اور صفائی پائی جاتی ہے مگر وہ رونق جو ڈوور مین ہے وہ یہان نام و نشان کو بھی نہین -
یہان ہمارے پہونچنے سے پہلے ایک ریل گاڑی طیار کھڑی تھی ہم جاتے ہی اوسپر سوار ہو گئے
اسوقت ۱۲ ½ بجے ہونگے زمین مین یہانکی چونہ کی سی کوئی شئے سفید پائی جاتی تھی - سردی
ڈوور کی سی یہان تھی جہان مجھے السٹر مین بھی جاڑا لگتا تھا - کھیت گیہون اور مٹر اور لوبیہ کے

خوب سرسبز مثل انگلستان یہان بھی نظر آتے تھے اور پھول بھی اونکے زرد سرخ اودے آنکھونمین خوب خوشنما معلوم ہوتے تھے - آدمی یہان کے مثل انگلستان خوشحال نہ تھے برخلاف انگلستان کے - عورتین اور لڑکیان یہان ننگے پاٴون غریبون کی پھرتی نظر آئین - آبپاشی نہرون سے اس ملک مین بھی خوب ہوتی ہے - سڑکین بھی یہانکی صاف پائین اور درخت حاشیۂ سڑک کے خوش قطع بینے پائے اکثر وہ اس صورت کے تھے -

اگرچہ جنگل یہانکے ہرے بھرے تھے مگر جتنے جتنے ہم قریب پیرس کے ہوتے جاتے تھے - اوسیقدر ہمکو سڑکین زیادہ صاف اور ملک سرسبز اور پررونق نظر آنے لگا گھوڑون سے یہان بھی مثل انگلستان ہل چلائے جاتے ہین - راستہ مین جو جو شہر اور قصبے دکھائی دیئے اونکے بھی گلی کوچے اور راستے صاف اور مکان باقرینہ اور خوش وضع معلوم ہوئے - راہ مین ایک مقام پر ہمکو لندن سے ۲۰۵ میل دور ایک شہر امنیس نام ملا جسکی آبادی ۶۳۷۵۰ تھی اور ایسی ہی ایک جگہہ دیکھا کہ سنگ سفید ایک کان سے لوگ نکال رہے ہین - ہماری ریل ۶ بجے شام کے جب کچھہ دن باقی تھا شہر پیرس مین پھونچی - اور مین ۷ بجے شام کے نارمندی ہوٹل مین پہنچا اور ایک کمرہ شب خوابی کے لئے بکرایہ ۴ فرنکا یومیہ کے لیا اور خرچ خوراک وغیرہ کا علیحدہ کافی روم مین ادا کیا یہانکا سکہ انگلش سکہ سے کچھہ مختلف ہے اور نام اونکے سینٹ مٹر - فرنکا - نپولین ہین - جنکی صحت مقدار کتاب ہینڈ بک مسٹر شیرف صاحب مین درج ہے - یہ ہوٹل عین شارع عام پر وسط شہر مین واقع ہے -

۲۰ - جون ۱۸۷۶ء روز شنبہ - آج مینے یہان قیام کیا اور ایک گائیڈ یعنی رہنما اپنی ہمراہی کے لئے باجرت بارہ شلنگ فی یوم کے مامور کیا - پہلے یہانکا میوزیم دیکھا جسکے کمرہ نہایت خوبصورت معلوم ہوئے - اور تصویرین بھی یہانکی لندن کے میوزیم کے تصویرون سے اچھی تھین - چنانچہ

ہزار روپیہ کی قیمت کی یہان ایک مومی تصویر نظر آئی جسکی خریداری سے سُنا گیا کہ اہل انگلستان
مجبور ہوگئے تھے مگر مجھے اسکا سبب نہین معلوم ہوا کہ تصویرین بالعموم یورپ مین کیون برہنہ
جسم کی بنائی جاتی ہین - ظاہرا آجکل یورپ مین فن مصوری کیطرف بالعموم لوگ بہت راغب
معلوم ہوتے ہین اور نہایت اس فن کی قدر کرتے ہین - چنانچہ ہر ایک آدمی بہت بہت روپیہ خرچ
کرکے اپنے گھر کی آرایش اونسے کرتا ہے - کوئی گھر تصویرون سے خالی نہوگا - اس میوزیم مین
اون آثار قدیمہ زمانۂ گذشتہ کو دیکھکر جو بصورت تابوت قبور یا دخمون سے برآمد ہوئے - اور
اُن عمارت کہنہ کے ٹکڑے یا کتابۂ قبور وغیرہ یا اصنام جو زمین سے مدفون برآمد ہوئے آدمی کو
ایک عبرت پیدا ہوتی ہے اور کتب تاریخ کی تصدیق ہوتی ہے سیر کرنے میوزیم لندن اور پیرس
سے معلوم ہوتا ہے کہ فن بت تراشی بہت قدیم عرصہ سے دنیا مین مروج ہے اور اچھے اچھے
کامل دست اس فن کے آدمی گذر چکے ہین اور اب زمانہ اوسکی تکمیل کا قریب آگیا ہے اور
ایسے ہی فن مصوری اپنے حد کمال کو پُہنچا چاہتا ہے - مین نے دیکھا کہ میوزیم مین پیرس کے
بہت سے آدمی نقل شبیہون کی کہڑے پنسل سے کھینچ رہے ہین اور ایسے اوسمین محو ہین
کہ اونکو کچھہ خبر نہین ہے کہ کون وہان آتا ہے اور کون جاتا ہے پھر مین یہان سے بڑے
گرجے مین گیا جسکو جواب ویسٹ منسٹر ایبی کا کہنا چاہیئے وہ بھی قابل دید ہے - پھر مین
دار العدالت مین گیا جو ایک نہایت عالیشان عمارت ہے جسمین کمرہاے اجلاس حکام بڑے
تزک اور احتشام کے بنے ہوئے ہین - جہان بڑے بڑے گون پہنے بیرسٹر لوگ پھر رہے تھے
عمارت ہوس آف کامنس اور ٹون ہال بھی یہانکی قابل سیر ہین - پھر مین نے اُس محراب کو دیکھا
جو یادگار فتح بوناپارٹ نپولین مین بنائی گئی ہے جسکے نیچے سے ۱۲ - ۱۴ سٹرکین اطراف وجوانب
کو گئی ہین - نسبت بلندی اس محراب کے میر کمشنر یہ کہتا تھا کہ اسکی برابر کوئی محراب بلند

دنیا مین نہین ہے اور اسی محراب سے آگے کچھ دور ایک اور مینار مین نے دیکھا جو نہایت خوبصورت
ایک نہایت اچھے موقع بلند پر بنا ہوا تھا جسکے آگے ایک خوشنما باغ واقعہ ڈھالو زمین پر واقع تھا
جسکے تختے درجہ بدرجہ نیچے ہوتے دریاے سین کے کنارہ تک پھونچے تھے اور یہ دریاے سین
وہ ہے کہ جو بیچ مین سے شہر پیرس کے گذرا ہے اور صدہا ہزار ہا کشتیان انواع واقسام کی
دودکش بادی اور پتوار۔ اسمین خوبصورت ہر وقت چلتی پھرتی نظر آتی ہین اور انھین کشتیون مین
ایسی بھی چند کشتیان ہین کہ جنمین حمام گرم پانی کے نہانے کے لئے موجود رہتے ہین اور سیر کرنے
کے لئے ہزار ہا کشتیان پھرا کرتی ہین - بلندی اس مینار کی جو ۱۸۸۹ء مین تعمیر ہوا پچاسی گز کی ہے
اگرچہ اس مینار پر سیڑھیون سے راستہ جانیکا ہے مگر لفٹ سے بآسانی اوسپر سیر کرنیوالے
چڑھ جایا کرتے ہین جہانسے تمام شہر پیرس کی آبادی نظر آتی ہے - اور اسی مینار کے متصل ایک
عمارت بصورت نصف دائرہ کے مثل البرٹ ہال لندن کے نہایت اچھی بنی ہوئی تھی اوس
باغ سے جو ڈھالو زمین پر کنارہ دریاے سین کے ہے اور فوارون سے باغ مذکور کے اس
عمارت کا حسن دوچند ہو گیا تہا - مین بھی ایک شلنگ دیکر اس مینار پر ذریعہ لفٹ کے چڑھا تہا
اور تماشا تمام شہر پیرس کا دیکھا تہا - معلوم ہوا کہ مغرب اور شمال مین تھوڑی دور تک آبادی
اس شہر کی ہے مگر اوسکے پیچھے ایک اور آبادی نظر آتی تھی جہان ایک قلعہ بھی بنا معلوم ہوتا تہا
جنوب مین بھی اسکی آبادی بہت دور تک نہ تھی مگر مشرق مین دور تک آبادی اس شہر کی دکھائی
دیتی تھی - اور مغرب مین چھوٹی چھوٹی پہاڑیان تھین جنپر کچھ کچھ آبادی کے نشان پائے جاتے
تھے - جب مین سیر اس مینار اور باغ وغیرہ کی کر چکا تو دریاے سین مین ایک کشتی دخانی پر
سوار ہوا اور دور تک شہر کا تماشا دیکھا - جہانتک مین نے ذریعہ امنی بس اور ریل اور کشتی
وغیرہ کے اس شہر پیرس کو دیکھا تو مجھے درمیان اسکے اور لندن کے یہ فرق معلوم ہوا کہ اڈ لا

آبادی اسکی (جو لندن سے ۲۸۶ میل دور ہے) بہ نسبت لندن کے قریب نصف یا دو خمس کے ہے
کیونکہ آبادی روز افزون لندن کے درمیان ۵۴ لاکھ اور ۵۰ لاکھ کے ہے اور یہانکی آبادی
۱۹۰۰۷۴ ہے۔ دوسرے اگرچہ عمارت اس شہر کی مثل عمارت لندن کے خوشنما اور صاف
اور خوش قطع ہے مگر بلندی مین لندن کی عمارات سے کم ہے۔ تیسرے کوچے اور راستے بازار پیرس
کی بہ نسبت لندن کے زیادہ وسیع اور خوشنما ہین اور وہ بھیڑ بھاڑ یہان نہین ہے۔ لندن سے زیادہ
خوبی یہانکی بڑی سڑک پر جہان بس اور ٹریم وغیرہ چلتی ہے یہ ہے کہ دونون طرف
یہانکی سڑک کے بیرونی حاشیہ پلیٹ فارم سنگین پر قطار درختون سایہ دار کی دوہری لگی ہوئی جسکے
سایہ مین پیادہ پا آدمی چلتے ہین اور کرسیون پر جو پلیٹ فارم پر جابجا بچھی ہین آرام سے بیٹھتے ہین
اور پھر اونھین درختون کے سایہ مین جابجا لب سڑک مکانات استراحت اور اخبار دیکھنے اور سیر
کتب کے لئے پچاس پچاس قدم پر بنے ہین اور اونکے ہی متصل مکانات رفع حاجات کے موجود
ہین جنسے مسافرون اور سیاحون کو خصوص جو غیر ملک کے ہین بہت آرام ملتا ہے۔ اور جو دوکانین
کہ اُن پلیٹ فارمون (چبوترون) پر بڑی سڑک کے بنے ہین اونکے سامنے نہایت خوشنما اور عمدہ
قسم کے برآمدے خشت اور ٹین اور لکڑی کے ستون ہاے رنگا رنگ پر سے بنے ہوئے ہین اور
اونکے نیچے اچھی جدید فیشن کی کرسیان اور چھوٹی چھوٹی میزین سنگ مرمر وغیرہ کی بچھی ہین جنپر
سیاح جسکے جی مین آئے وہ بیٹھے اور وہین کھانا کھاوے اور آرام کرے۔ یہ بات کہین لندن
کے کسی بازار مین ہمنے نہین دیکھی۔ یہانکی اکثر سڑکین کھلی اور ہوادار اور چپقلش آدمیون سے
صاف پائین۔ چوتھے جو لندن مین پارک درمیان آبادی شہر کے بنی ہوئی ہین وہ یہان نہین
پائے مگر ہان کہین کہین سایہ دار درختون کے نیچے کچھ نشیمن ملاقات احباب کے دیکھے جہان خوب
سبزہ اور فوارہ چلتے ہین اور کرسیان پڑی ہین پانچوین گنبدون پر اور چھتون پر یہانکی کام زرکاری کا

بہت رواج ہے - چھٹے یہان شرابخواری اور عیاشی اور خوش پوشاکی اور اخلاق نمایشی و
بہت کثرت ہے - میوہ جات کی یہان بمقابلہ لندن کے کثرت ہے اور ارزانی بھی ہے - ساتوین
جیسے آدمی لندن مین مصروف اپنے اپنے کاروبار کے ہین اور اوسکے سوا اونکو کچھ کام نہین ہے
وہ مصروفیت یہان کے لوگونمین خواب وخیال ہے - آٹھوین تجارت کی بھی یہان گرم بازاری نہین
ہے - نوین شہر لندن مین جو کثرت سے ریلوے برروے زمین و زیر زمین چلتی ہین وہ یہان دیکھنے کو
نہین ہے اور نہ وہ تیز رفتاری عام ریل مین ہے - دسوین انتظام یہانکی سلطنت کا بطور منوسپل کمیٹی مبنی بر اصول
ری پبلک ہے خاندان شاہی کو یہان انتظام ملک مین کچھ دخل نہین ہے بلکہ یہان اوسکا وجود ہی نہین ہے
اور ملک بے بادشاہ کے مثل جسم بے سر کے ہوا کرتا ہے - مناسب ہے کہ انتظام ملک کا ذریعہ ممبران پارلیمنٹ
ہو - اور بادشاہ بھی اونپر سرپرست رہے نہ یہہ کہ خود بادشاہ ہی خودمختار ہو - گیارہوین آدمی یہانکے
حسین خوشرنگ خوش ڈول ہوتے ہین مگر خداپرستی سے بالکل معرّا - چنانچہ آج ہی کا ذکر ہے
کہ مسٹر چارلی میرے کمشنر ہمراہی رہنما نے جب میرے کلام مین بوقت گفتگو خدایتعالی کا نام
چندبار سنا تو مجھسے متعجب ہوکر پوچھنے لگا کہ آپ اپنے چال چلن اور صورت اور وضع سے تو جنٹلمین
ثابت ہوتے ہین مگر نہین معلوم کہ کیسے آپ ابتک وجود ذات باری کے قائل ہین - مینے کہا کہ مین
آپکے حسن ظن کا مشکور ہوا اگر آپ فرمائیے کہ اس باب مین آپکا کیا عقیدہ ہے وہ بولا کہ مین کیا
یہانکا کوئی جنٹلمین تعلیم یافتہ معتقد وجود ذات خدایتعالے کا نہوگا مجھے یہہ کلمات سنکر پسینا آگیا
بارہوین کارخانے دستکاریون کے یہان کم پائے جاتے ہین اور غالبًا بمقابلہ لندن کے اسٹیم انجن
سے بھی یہان کام کم لیا جاتا ہے - تیرہوین عورت ومرد یہان کے اپنی پوشاک پر بیشتر ایک نیلہ یا
سفید کرتہ مصریون کیطرح پہنے رہتے ہین کہ جس سے اصل لباس میلا نہو شاید کہ استعمال اس کرتہ
بنی اسرائیلی کا انھون نے اپنے ہمسایہ مصریون سے سیکھا ہو - چونکہ مین چلنے پھرنے سے

تھک گیا تھا اسلیئے مین اپنے ہوٹل مین چلا آیا اور کھانا کھا کر آرام سے سو رہا۔ آج سے مین نے اپنے کمشنر کی معرفت ایک اسلیپنگ کار شہر ٹورن تک دو پونڈ ۴ ۔ پنی فرانسیسی کو اپنے لیئے کرایہ کر لیا

۲۱۔ جون ۱۸۸۵ء روز یکشنبہ۔ دن کو پھر شہر و بازار و عمارات مشہور کی سیر کی اور شام کو ۵ بجے دن کے لائن ریلوے اسٹیشن پر پہونچا اور اسلیپنگ کار پر سوار ہوا اوسی وقت کی ٹرین مین جانب شہر ٹورن وہان روانہ ہوا اور ۳ بجے رات سے ریل ہماری علاقہ کوہستان مین گذرنی شروع ہوئی۔ جہان برف ہمیشہ جمی رہتی ہے۔ وہان ایک وادی طویل واقع تھا جسکا عرض کہین دو میل اور کہین اوس سے بھی کم تھا اور چشمے اوس برف کے پہاڑون سے جا بجا جاری تھے اور وہ میدان درختہاے سرسبز و شاداب سے جنگل بنگیا تھا۔

۲۲۔ جون ۱۸۸۵ء روز دوشنبہ۔ آج صبحکو مین نے گاڑی کا کواڑ کھولکر دیکھا تو ہماری ریل اوسی علاقہ کوہستانی مین جہان چھوٹے چھوٹے پہاڑ برف کے ہین ویسا ہی اوس شاداب وادی مین نظر آتے تھے گذر رہی تھی۔ پھر ایک جھیل انھین پہاڑون مین نظر آئی جو بالکل مشابہ نینی تال کے تھی۔ یعنی چارون طرف سے اوسکے پہاڑ محیط تھے۔ یہان سردی کی وہ شدت تھی کہ گو مین جاڑے کے کپڑے اونی پہنے ہوئے تھا اور اوپر سے السٹر اوڑھے ہوئے تھا مگر شدت سرما سے ہاتھہ پاؤن کے دستانہ اور پاتابہ مین انگلیان سُن ہوئی جاتی تھین۔ اگرچہ ہمکو اس ملک مین بھی آبادیان بہت پاس پاس نظر آئین اور نہرین آبپاشی کی بھی بکثرت پائی گئین۔ مگر اسٹیم انجن جیسے کہ انگلستان مین بیشتر دیہات و قصبات مین کام کرتے نظر آتے تھے وہ یہان نہین پائے گئے۔ پانی بکثرت اس ملک مین پایا گیا گھر بھی ایسے نظر آئے کہ جنکے گرد پانی بھرا رہتا ہے۔ اگرچہ اوس پانی سے زراعت کو خوب فائدہ تھا مگر صاف مفہوم ہوتا تھا کہ یہان کے آدمی زمین کے نمناک ہونیسے ضرور بیمار رہتے ہونگے۔ ۸ بجے ۲۵ منٹ پر اسٹیشن پر شہر موڈان کے ہو پہنچے جسکی آبادی ۸ ہزار کی

ہوگی اور لندن سے ۴۰۰ میل دور تھا - اور اس سے پہلے ہمکو ۵۶۱ میل پر لندن سے شہر میکان ر
جسکی آبادی اٹھارہ ہزار چار سو کی تھی - موڈان مین گاڑی زیادہ ٹھہری اور ہمنے کھانا کھایا - چونکہ
یہان سے عملداری فرانس ختم ہوئی ہے اور سلطنت اٹلی کی شروع ہوئی ہے - اسلئے پرمٹ والون
نے ہمارا مال محصولی معائنہ کیا - اوسی وادی مذکور کی گذر مین ایک ٹنل جو کوہ سینی کے نیچے سے
گذری تھی ہمکو پیش آئی جسمین نہایت اندھیرا تھا اور جسمین پانی جابجا ٹپکتا تھا - کہین کہین کچھ
روشنی لمپ کی نظر آتی تھی طول اسکا بیس میل سے کم نہ تھا اور سُنا جاتا ہے کہ اسکی برابر کوئی طویل
ٹنل دنیا مین نہین ہے - اس ٹنل کو اٹلی کے انجنیرون نے برف کے پہاڑ کو کھود کر بنایا ہے اور اپنے
فن انجنیری کے جوہر کو عالم مین ظاہر کیا ہے اور کروڑون روپیہ اسمین صرف کیا ہے - بعد اس ٹنل کے
ایک اور ٹنل ہمکو تھوڑی دور ملی - یہ پہلی ٹنل سے بہت چھوٹی تھی - عجب لطف یہان کے کھیتون
گندم اور جو مین ہمکو بوجہ اختلاف آب وہوا سے ملک معلوم ہوا کہ انگلینڈ مین تو بالین تک دُھنگ نہین
نہین آئی تھین اور یہان کھیت پک کر کٹنے کو طیار تھے اور ہندوستان مین تین مہینے سے زیادہ ہوئے
کہ یہ فصل کٹ گئی تھی - غرض ہم سوا دس بجے دن تک اوسی وادی مین چلتے رہے اور عجایب و غرایب
منظر دلچسپ سرسبز و شاداب دیکھتے گئے جنین سے ہر منظر ہندوستان کے نینی تال اور شملہ اور منصوری
کے منظرون سے بدرجہا فوقیت رکھتا تھا - اس وادی مین جو ریلوے گذری ہے اوسکے متوازی بلکہ سڑک
مذکور کے متصل ایک دریا ٹھنڈی برف سے پانی کا زور شور سے بہتا ہے - مگر افسوس کہ اس ریل پر جو بڑی
محنت اور ہنر اور صرف کثیر سے بنی اوس پر نہ مال کثرت سے جاتا ہے نہ بہت مسافر سوار دیکھے جس سے یہ
افسوس آتا ہے کہ اس ریل کے اجرا سے مبادا کچھ فائدہ اوسکی کمپنی کو نہوا ہو - جو دیہات اور قصبات
ہماری نظر سے اس ملک مین گذرے - مکانات اونکے اگرچہ مثل انگلستان خوشنما نہ تھے مگر اچھے
تھے - ۱۲ بجے دن کے ہمنے دیہات علاقہ اٹلی کو دیکھا کہ جہان مثل ہندوستان کے عورت مرد

بصروف کاشتکاری تھے مگر اپنے ہل گھوڑون سے چلاتے تھے - پھر ایک بجے دن کے
ہم شہر ٹورن مین پہونچے جسکی آبادی ۲۴۰۸۵۳ تھی اور یہ شہر لندن سے ۷۱۰ میل دور تھا -
سردی یہان بہت کم تھی - اسٹیشن یہانکا بہت بڑا اور خوشنما تھا اور عمارتین سرکاری اس شہر کی مثل
عمارات لندن کے عمدہ اور خوش قطع تھین - مگر وہان کی سی دستکاری اور آبادی اور تجارت دیکھنے کو
یہان نہ تھی - یہان ہماری ریل گاڑی تبدیل ہوئی اور ہم دوسری ٹرین مین سوار ہوکر شہر
ملان کو روانہ ہوئے - یہان سے اب گرمی موسم کی بڑھنے لگی اور صرف جانب شمال کچھ پہاڑ
برف کے دور دور نظر آتے تھے اور شاذ و نادر آبشارین اور چشمے دکھائی دیتے تھے اور جانب جنوب
زمین برابر اور ہموار تھی - سوا پانچ بجے دن کے ہم شہر ملان مین پہونچے جو لندن سے ۸۶۵ میل دور تھا
اور آبادی اسکی بقدر ۱۹۹۰۱۰ کی تھی - ہم ریل گاڑی سے اُتر ایک مشہور کومو ہوٹل مین جا ٹھیرے
اس ملک کے دیہات مین وہی بے رونقی ہندوستان کی سی چھا رہی تھی یعنی وہی پھوس
کے چھپر اور کھپریل کے گھر نظر آتے تھے - عورتین اور لڑکیان ننگے پانون پھرتی تھین پوشش
بھی انکی گنواری تھی - شہر ملان اور ٹورن مین فرش سنگین بازار مین بنا ہوا ہے - اور ملان
مین چھڑکاؤ اسطرح ہوتا ہے کہ گاڑی کے اوپر پیپا تھا جسمین پانی بھرا تھا اور اوس پیپے سے
ایک چمڑہ کے نل مین پانی آتا تھا جسکو ایک آدمی پیادہ پا ہلاتا جاتا تھا اور اوس نل سے پانی
سڑک پر چھڑکتا تھا - آثار سے یون معلوم ہوتا ہے کہ مثل ہندوستان کے یہان بھی اشاعت
تہذیب نے ملک مین ابھی قدم رکھا ہے - ملان مین ایک گرجا ہے سنگ مرمر سے بنا ہے وہ البتہ
ایک عالیشان عمارت ہے لیکن جو سفیدی ہمنے برج تاجگنج پر دیکھی وہ سفیدی اُس برج پر گرجے
کے نہ تھی - مگر سرکاری عمارتین عمدہ تھین - بعد دیکھنے گرجے اور تصویر گھر کے مین قبرستان مین
بھی سیر کرنے کو گیا کیونکہ اوسکا بھی مینے بہت نام سُنا تھا - شہر ملان اور ٹورن کی ایک سی

عمارتین تھین اور گلی کوچے اونکے تنگ تنگ تھے - اور اس ملان کے گرد نواح دیہات مین بیلون سے ہل چلائے جاتے تھے - مکّا کے کھیتون کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ یہان بہت بوئی جاتی ہے - اور گیہون جو کٹ رہے تھے - یہ بات بھی یاد آئی کہ جب مین کو موہوٹل مین اپنا اسباب رکھکر مشہور گرجا گھر دیکھنے کو شہر مین ایک کرایہ کی گاڑی پر گھوڑے کی سوار ہوکر گیا تھا تو قریب گرجے کے ایک ہجوم جوان اور بچون کا میری صورت دیکھکر ہمراہ ہو لیا تھا - ہر ایک بچہ میرے لباس کو گو ترکی تھا اور میرا رنگ بھی گندمی تھا مگر متعجبانہ دیکھتا تھا - اور وہانکے جوان مرد اور عورت بھی علاوہ بچون کے گوشۂ چشم سے مجھے اور میری وضع کو دیکھتے تھے اور اپنا شوق صاف طور سے میرے دیکھنے کا مثل بچون کے تو نہین ظاہر کرتے تھے مگر بچون کیطرح میرے قریب چلے آتے تھے - پولس نے وہانکے مجھسے انگریزی مین کہا کہ اگر آپ کہین تو ہم ان بچون کو جو ہجوم کر رہے ہین ہٹا دین مین سمجھا کہ اگر منع کرتا ہون تو بقول الانسان حریص الی ما منع اور ہجوم مجبور کرینگے اور خلاف اوسکے اگر مین اونکی طرف متوجہ ہوکر اظہار محبت کرونگا تو وہ شوق اونکا گھٹ جاوے گا اسلیئے مین نے پولس کو اونکے ہٹانے سے منع کیا مگر تاہم کئی لڑکیون اور بچون نے جو پیچھے سے میرے خبر سنکر آئے تھے اور مین ہوٹل کیطرف گرجا سے سوار ہوکر چلدیا تھا تو بولے کہ مہربانی فرماکر ہمکو بھی ایک نظر دیکھہ لو - چنانچہ مین نے فوراً اونکے منشاء کی تعمیل کی اور بہت محبت سے پاس بلایا اور پیار کیا -

۲۳ - جون ۱۸۸۵ع روز شنبہ - ڈیڑہ بجے دن کے مین پھر کچھہ سیر شہر کی کرکے بسبیل ریل روانہ شہر وینس ہوا - ڈیڑہ گھنٹہ کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک عمدہ خوش قطع شہر نظر آیا - جو کچھہ زمین ہموار پر بسا ہوا تھا اور کچھہ دامن کوہ پر تھا - صورت سے اسکی مجھے آبادی نینی تال کی یاد آگئی - ۳ میل سے کم اسکا طول نہوگا - پھر ۴ بجے ۴۰ منٹ پر مجھے شہر ویرونا عین رہ مین ملا

بہت مشہور اور معروف ہے اور نہایت پر لطف اور دلچسپ ہے - اسی شہر کے دو سوداگرون کی ایک
مشہور ناول (داستان) بنائی گئی ہے - لندن سے ۷۰ ۹ میل دور ہے - عمارات قدیمہ مین سے
اسکے گرجے اور محل ہاے شاہی قابل دید ہین - ۶۷۱۰۰ یہانکی مردم شماری ہے - ایک
حصہ فوج سرکاری پولس کا یہان رہتا ہے اور شہر کی خوبصورتی ایک دریا کے بہنے سے جو متصل
اوسکے ہے دونی ہوگئی ہے - اس شہر مین اور اٹلی کے اور شہرون مین جو پیچھے گزر چکے کھپریل
اور چھپر کے گھر بہت نظر آئے اور بالعموم کاشتکارون کے گھر اونکے کھیتون کے پاس تھے - آبادی
اس نواح کی بالعموم خلاف ملک انگلینڈ نظر آئی - غرض شام کو ۷ بجے ۴۵ منٹ پر شہر وینس کے
اسٹیشن پر ہماری گاڑی پہنچی - یہ شہر ایک خلیج سمندر سے گھرا ہوا ہے - یہ شہر لندن سے براہ خشکی
۱۰۴۴ میل دور ہے اور آبادی اسکی قریب ۱۴۱۴۱۳ کے ہے - نہایت تعجب انگیز بات مجھے اس شہر
کی بمقابل اور جملہ شہرون کے جو ابتک مین نے دنیا مین دیکھے یہ پائی گئی کہ اوسکا ہر کوچہ اور گلی اور
سڑک بجاے خود ایک ایک جدا گانہ نہر تھی جو انجام کو سمندر سے ملگئی تھی - جسطرح سے کہ سڑکون کے
کنارہ گھر ہوتے ہین اسیطرح سے اس شہر کی نہرون کے کنارہ پر پکے پکے گھر بنے ہوئے تھے جنکی
بنیادین پانی مین ڈوبی ہوئی تھین اور سواریان یہانکی بالعموم کشتیان دخانی بادی کٹے
پنسوئیان - چھوٹے چھوٹے ڈونگے اور بڑے بڑے اسٹیمر تھے - جب مین ریل گاڑی سے
اترا تو مجھے پلیٹ فارم پر ایک کمشنر رہنما معہ ایک افسر کے استقبال کے لئے حاضر ملا معلوم ہوا کہ
وہ حسب تحریک گرینڈلی اینڈ کو کمپنی لندن کے حاضر ہوا ہے - وہ افسر اور کمشنر مجھے معہ اسباب کے
ریل سے لیکر ڈانیل ہوٹل مین ایک کشتی پر سوار کرا کے لیگئے جو کنارہ پر سمندر کے واقع ہے - اس ہوٹل
کے ایک سمت نہر تھی اور اوسی طرف دروازہ ہوٹل کا تھا اور دوسری طرف ہوٹل کے ایک بہت بڑا
پلیٹ فارم بصورت چبوترہ کے سنگین بنا ہوا تھا اور اسطرف بھی ایک دروازہ ہوٹل کا تھا اور یہ چبوترہ ایسا

وسیع تھا کہ جسپر ہزارہا آدمی صبح شام پھرنے کے لئے اور سیر کرنے کو آیا کرتے تھے اور سیر کرنے والون لئے وہان میزین اور کرسیان بچھی رہتی ہین جنپر وہ آرام کیا کرتے اور وہین خوانچہ والے مٹھائی میوہ شراب چرٹ کھانا بیچا کرتے اور اوسی چبوترہ کے دوسرے کنارہ پر سمندر موجین مارتا تھا اور یہین گھاٹ کشتیون پر سوار ہونے کے لئے بنے ہوئے تھے - اس پلیٹ فارم کے کنارہ اسٹیشن کشتیون دخانی کے جو سیر کرانے آدمیون کو لیجاتی ہین بنے ہوئے تھے جسطرح سے کہ لندن مین دریاے ٹیمس کے کنارہ بنے ہوئے ہین - یہانکے آدمی بمجبوری اور نہ ہونے سڑک کے اونھین کشتیون پر جو خوب آراستہ پیراستہ ہوتی ہین اپنے حوائج کے لئے چلا پھرا کرتے ہین اور انھین کشتیون پر غسلخانہ کو جو سمندر مین بنا ہے اور سرکاری باغ کو جایا کرتے ہین - غریب غربا اپنی کشتیون کو خود کھیتے ہین اور امیر آدمیونکی کشتی نوکر چلاتے ہین -

۲۴ - جون ۱۸۸۶ء روز چہارشنبہ - آج مین دس بجے دن کے دفتر مین ایجنٹ پی اینڈ او کمپنی کے گیا اور میری کشتی پر میر اکشنر بھی ہمراہ تھا - وہان مینے جاکر حال آمدورفت جہاز لمبارڈی کا دریافت کیا جو یہانسے پی اینڈ او کمپنی مذکور کے مسافرون کو اسکندریہ لیجانے والا تھا - پھر وہان سے اوٹھکر ایک کارخانہ مین گیا جہان شیشے کے تارون سے رنگارنگ پھول بوٹے کا کام بن رہا تھا - وہ حقیقت مین میرے لئے ایک بالکل نیا تماشا تھا جو مینے کبھی نہ دیکھا تھا - یعنی آبگینہ کی بتی کو کہ کوئی سرخ تھی کوئی سبز کوئی اودی کاریگر لیمپ کی لو سے اسطرح پگھلاتے کہ لیمپ کے شعلہ کو ذریعہ اوس نلی آہنی کی ہوا کے جو اونکے منہ مین دبی ہوئی تھی شیشے کی بتی تک پہنچاتے اور جب وہ شیشہ حرارت سے شعلہ کی پگھلجاتا تو اوس سے تار باریک نکالتے اور اوس سے گل اور بوٹہ چیزون پر بناتے تھے اسے موزایک کا کام کہتے ہین - کسی کل کا یہ کاریگر استعمال نہین کرتے - جب ہماری کشتی ایم - کیو - ٹیسٹولین کے کارخانہ کے دروازہ پر پہونچی تھی تو ہماری کشتی اونکے دروازہ

ہیر کی کنڈی سے باندہی گئی تھی - اور ہم کشتی سے اُترا ندر کارخانہ کے چلیگئے تھے وہانکے
مینجر نے ہمکو اپنے ہان کے اشتہار بھی دیئے تھے - چونکہ یہان یہ کام ذریعہ کلون کے نہین ہوتا -
اسلیئے وہ گران بھی تہا اور بکری اوسکی بہت کم تہی اور کاریگر آدمی مفلس تھے - پہر ہم ہوٹل کو اپنے
لوٹ آئے اور وہان سے پہر لمبارڈی نام جہاز کے دیکھنے کو گئے جو ہمکو اسکندریہ لیجانیوالا تھا -
اور وہ ہمارے ہوٹل کے سامنے ہی آکر لنگر انداز ہوا تھا - اس جہاز کے کپتان ڈبلیو اسے تھامپسن تھے اور
یہ جہاز ۲۶۰۰ ٹن بوجھہ اوٹھاتا تہا اور پانسو گھوڑے کی طاقت اوسکے انجن مین تھی - اس مہینے مین یہان
ایسی گرمی اور سردی تھی کہ جیسے ہندوستان مین بماہ مارچ و فروری الہ آباد اور آگرہ مین ہوا کرتی
ہے - غرض یہان مجھے سب سے زیادہ دلپسند وہ چبوترہ سنگین معلوم ہوا کہ جو میرے ہوٹل کے سامنے سمندر
کے کنارہ تھا - جہانکہ دو بجے رات تک جلسے دوستون کے رہتے تھے اور خوش عیش لوگ وہان شراب
پی کر گپ ہانکا کرتے تھے اور ٹھنڈی ہوا سمندر کی کھایا کرتے تھے - پہر ہم ۵½ بجے دن کے کشتی دُخانی
پر جو سیر سیاحون کو کرایا کرتی تھی غسل خانہ سمندر کو جسکا بڑا نام اس شہر مین مشہور ہے گئے - یہ غسل خانہ
ایک اچھی جگہہ مین مثل غسلخانہ نینی تال کے سمندر کے کنارہ بنا ہوا ہے جسمین مرد عورت سب جانگہیہ
و قمیص ریشمی پہنکر اور عورتین تہیلیان سینہ پر ہوا کی بھری باندہکر اور مرد ٹوپیان گھانس کی سر پر لگا کر
تونبون پر سوار ہو کر پہرون نہایا اور تیرا کرتی ہین - اور جہان سے سمندر مین کودتے ہین وہ ایک
چوبی چبوترہ سطح سمندر سے قدآدم اونچا ہے اور اوسی کے اوپر کوٹھریان نہانیوالون کے لیئے بنی ہوئی ہین
اور وہین چبوترہ پر بعد نہانے کے کپڑے پہننے اور کھانا کھانے اور شراب پینے اور استراحت
کرنے کے لیئے کمرے بنے ہوئے ہین اور وہ اتنے وسیع ہین کہ ہزارون نہانے والے آرام سے
استراحت کر سکین اور یہین عام جلسے بھی ہوا کرتے ہین - لیکن اوس چبوترہ چوبی پر جا بجا کرسیان
اور میزین آرام کے لیئے بچھی ہوئی ہین اور یہ امر بھی قابل لحاظ کے ہے کہ سمندر کے اوس موقع مین

جہان نہانے والے یون نہاتے ہین وہان زنجیرون سے اوسکی ایک حد مقرر کردی ہے کہ جو پیپون سے بند ہے ہین اوسکے آگے نہ کوئی تیرنے والا جاے نہ موج اونکو کھینچکر لیجاے اور اسی جگہہ ایک جال بھی آہنی تہ زمین تک سمندر مین ڈالدیا گیا ہے کہ کوئی موذی جانور بھی سمندر کا کسی تیرنے والے کو گزند بھی نہ پہنچاے - پھر مین متصل اسکے ایک باغ مین جسے پبلک گارون کہتے ہین گیا - یہ باغ محض ایک چھوٹا سا سبی باغ ہے یہان بوجہ نہونے اور باغ کے اسکی قدر ہے - اس شہر مین ایک محل ڈچونو نام بھی قابل دید ہے - پھر آکر اپنے ہوٹل مین کھانا کھاکر سو رہا -

۲۵ - جون ۱۸۸۵ء روز پنجشنبہ - آج ۱۰½ بجے جہاز لمبارڈی پر سوار رہوا اور جہاز نے بقصد روانگی برنڈزی اپنا لنگر ۳ بجے اوٹھایا - راہ مین بہت سی آبادیان اور ملک خوب ہرے بھرے نظر سے گذرے اور گرمی موسم کی افزون ہوتی گئی -

۲۶ - جون ۱۸۸۵ء روز جمعہ - آج ۳ بجے صبح کے ہمارے جہاز نے انکونا کے بندر مین قیام کیا - اس شہر کی عمارتین مثل مالٹا اور جبرالٹر کے ہین - اگرچہ یہان بھی آبادی ۲۸ ہزار کے قریب ہے مگر کچھہ رونق نہین ہی - ایک قلعہ بھی یہان ہے مگر وہ سامان جنگی جو مالٹا اور جبرالٹر کے قلعون مین تھا یا اوسکا سا استحکام اور مورچہ بندی نام کو نہین ہے - عورات یہانکی دوپٹہ مثل عورات ہند کے پہنتی ہین - یہ شہر لندن سے ۱۱۰۵ میل دور ہے - آج ہی ۱۱ بجے دن کے جہاز نے ہمارے یہان سے بھی لنگر اوٹھایا اور موسم روز بروز گرم ہونے لگا اور سرسبزی مین کمی معلوم ہونے لگی -

۲۷ - جون یوم شنبہ کی صبح کو جہاز ہمارا برنڈزی مین پہونچا - یہ بندگاہ ایک ذلیل مقام ہے اور کنارہ سمندر کے فوج کے ٹھہرنے کے مکان کچھہ اچھے بنے ہوئے ہین باقی خیریت اور ایک سٹرل سا قلعہ بھی اطالین کا یہان ہے - آبادی یہانکی ۱۷۵۰۰ ہے اور لندن سے ۱۴۵۰ میل دور ہے بکریان یہانکی بڑے بڑے سینگ رکھتی ہین - اونکا ایک گلہ ہمنے دیکھا جنمین سے ایک بڑے بکرے

ہےمین ٹرا گنبتہ پڑا ہوا تہا - آدمی یہانکے محتاج پھٹے کپڑے پہنے بہیک مانگتے ہمارے جہاز کے پاس آتے تہے رنگ اونکے سانولے تہے - مگر ہمنے پیرس سے یہانتک برابر ملکونمین صدہا ہوا چکیان خلاف ملک انگلینڈ کے چلتی دیکہین جو غلہ پیسا کرتی ہین مگر انگلینڈ مین یہ چکیان سب آبی اور دخانی کل سے چلتی ہین اور نہرونمین یہانکی بہی کشتیان چلتی نظر آئین - غرض ہمکو ملک اٹلی کا دیکہہ اپنے ہندوستان کے غریب بے دولت محتاج آدمی یاد آگئے جہان تہذیب نے ابہی قدم رکہا ہے -

۲۸ - جون ۱۸۸۵ء روز یکشنبہ - آج ہمارے جہاز پر لندن کے آنیوالے مسافر سیدہے آکر سوار ہوئے اور مین بمبئی کے جانے کے لئے لندن سے آگیا -

۲۹ - جون ۱۸۸۵ء روز دوشنبہ - آج ۴ بجے صبح کے ہمارا جہاز روانہ اسکندریہ ہوا - اور

۳۰ - جون اور یکم جولائی ۱۸۸۵ء کو بحر روم مین برابر چلتا رہا -

۲ - جولائی ۱۸۸۵ء پنجشنبہ کی صبح کو ۴ بجے بندرگاہ اسکندریہ مین آکر لنگر انداز خیریت سے ہوا - برنڈزی سے یہ مقام ۸۲۵ میل دور ہے اور لندن سے براہ برنڈزی ۲۲۷۳ میل دور ہے -

۳۰ - جون کو برابر جہاز پر سے ہمکو پہاڑ ملک یونان کے جانب چپ نظر آیا کئے - اسکندریہ مین خوب انگور اور تازہ میوے بقیمت ارزان خریدے اور راستے کے لئے بہی بہر لئے - آبادی یہانکی ۱۶۳۷۳۲ ہے - ہم معہ اور چند اپنے انگلش دوستون کے جنمین سے مسٹر جونز صاحب بہادر بہی کلکٹر دربہنگہ ملک بنگال کے تہے - سیر کو شہر اسکندریہ کے گئے اور وہ مقام بہی جاکر ملاحظہ کیا جہان فوج انگریزی نے سمندر سے گولہ باری کرکے فوج عرابی پاشا کو ہٹادیا تہا اور مکانات کو مسمار کردیا تہا - اب وہ عمارتین مسمار شدہ پہلے سے اچہی خوبصورت تعمیر ہوتی جاتی ہین اور اونکی ساخت مثل کوٹہیون اور محلون کے ہوتی ہے - چنانچہ جو شرقی حصہ اس شہر کا بندرگاہ کی طرف ہے جسے اسکندریہ کہنا چاہیئے وہ نہایت خوبصورت مکانون سے آباد ہوگیا ہے اور بازار بہی وہانکا عالیشان بہت پُر رونق نظر آتا ہے

گو کچھہ دکانین میلی سی ہین - مگر جو حصّہ قدیمی جنوبی اس شہر کا ہے وہ بدستور میلا اور کثیف ہے - مکانات غربا پر گھورا اور کوڑا چھتون پر سکھایا جاتا ہے جس سے ایک تعفن پیدا ہوتا تھا - البتہ نہرون سے آبپاشی یہانکے باغونکی ہوتی ہے جس سے وہ بہت شاداب پائے گئے اور ایسے ہی آبنوشی کے لئے بھی پانی بہت کثرت سے ملتا ہے - اسی اسکندریہ سے سویز کی راہ مین تل الکبیر پڑتا ہے جہان عربی پاشا اور سرکار انگریزی سے لڑائی ہوئی تھی جسکا پینورا ما بمقام کرسٹل پیلیس بنایا گیا ہے - پھر ہم اسکندریہ سے براہ ریل ۹ ½ بجے دن کے روانہ سویز ہوئے - دیہات مصر کے ہندوستان کے دیہات سے بھی بدتر دیکھے گئے - ہل ہمنے یہان کے بیلون سے اور اونٹون سے اور بھینسون سے چلتے دیکھے اور ایک بے جوڑ ہل ہمنے خود اپنی آنکھہ سے دیکھا کہ جسمین ایک طرف بیل لگا تھا اور دوسری طرف ایک اونٹ - فصل کپاس یہان بہت کثرت سے ہوتی ہے اور ہزارہا بلکہ لاکھون بیگھہ مین بوئی جاتی ہے اور درخت بھی اوسکے بہت بلند ہوتے ہین جسمین گھوڑے سوار چھپ جاے اور روئی دبانے کے پریس بھی یہان نظر آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ تہذیب مغربی نے یہان بھی قدم پھیلایا ہے - آدمی یہانکے سیاہ سانولے یا گندم رنگ ہوتے ہین مگر دغاباز اور بے شرم - خوشحال آدمیونکو بھی یہانکے بھیک مانگنا کچھہ مکروہ نہین معلوم ہوتا - ننگا نہانا دیہات مین معیوب نہین سمجھا جاتا - راہ مین سویز کے ایسے ایسے میدان بے رونق اور بے آب اور بے درخت خشک بھیانک نظر آئے کہ جنکے دیکھنے سے ایک وحشت پیدا ہو - سویز مین جب ہم پہونچے تو وہانسے ہم جہاز آسام پر سوار ہو گئے جسکے انجن کی طاقت پانسو گھوڑون کی تھی اور ۱۳۰۴ ٹن بوجھہ اٹھاتا تھا - اور جہاز سیام کے آنے کے لئے جو لندن سے سیدھا براہ تری مسافر اور مال لاتا تھا - بندرگاہ مین منتظر رہے مگر سنا گیا کہ وہ جہاز بوجہ شکستہ ہو جانے کے نہر سویز مین اٹک رہا ہے بندرگاہ سویز تک نہین آسکتا - چنانچہ ۳ - جولائی کو بھی جہاز سیام کے آنے کا انتظار رہا مگر ۴ - جولائی کو جہاز سیام کے مسافر اور ڈاک اور مال اور کشتیون پر آیا اور ۱۰ بجے

پہر دن کے جہاز ہمارا روانۂ عدن ہوا۔ مگر میرا بنڈل چھوٹنے کا اور کرسی کا اوسی جہاز سیام مین رہگیا۔ سُنا گیا کہ وہ جہاز چین کے ملک کو چلا گیا۔ سویز سے جو مسافر جدّہ کو جانا چاہے وہ تین یا چار دن مین کرایہ حسب ذیل دیگر دخانی جہاز مین جا سکتا ہے۔ مسافر درجہ اوّل ۵ پونڈ۔ مسافر درجہ دوم ۳ پونڈ۔ مسافر درجہ سوم ۱½ پونڈ۔ کھانا درجہ اوّل اور دوم کے مسافرون کا باورچیخانۂ جہاز سے ملیگا۔ اور سویم درجہ کے لوگ اپنے پاس سے کھاوینگے۔

۵۔ جولائی ۱۸۸۵ء روز یکشنبہ کو جہاز ہمارا بمقابل جدّہ پہونچا۔ اور ۶۔ جولائی روز دوشنبہ کو دن مین گرمی جہاز پر بہت معلوم ہوئی مگر خفیف سا طوفان بھی اوسیوقت آیا جس سے ہوا سرد ہوگئی۔ ۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء روز سہ شنبہ کو جہاز ہمارا بمقابل جزیرہ جبل الطیر پہونچا۔ ۸۔ جولائی روز چارشنبہ کو جہاز ہمارا دس بجے دن کے باب المندب سے عبور کر گیا مگر گرمی سے بہت تکلیف رہی اور اسی روز ۵½ بجے دن کے داخل عدن ہوا۔ جسکی آبادی ۳۵۱۶۳ ہے اور ۱۳۰۸ میل سویز سے دور ہے اور پہر دس بجے رات کے وہان سے بھی کوئلہ لیکر روانہ بمبئی ہوا اور ۱۴۔ جولائی ۱۸۸۵ء مع الخیر سہ شنبہ کو اوّل وقت دس بجے عید کے دن بخیر و خوبی داخل بمبئی ہوا جس سے مسلمان مسافرونکو دو عیدون کی خوشی ہوئی۔ ایک اپنے سلامتی سے پہونچنے کی اور دوسری عید رمضان کی۔

باب سوم

باب اوّل مین ہم ذکر کر آئے ہین کہ فلان فلان وجوہ سے یہ سفر یورپ مینے اختیار کیا تھا مگر فقرات ۳ و ۴ و ۵ اخیر باب مذکور کے کچھہ تشریح طلب تھے اسلئے اس باب مین وہ تشریح لکھی جاتی ہے۔ تشریح فقرات ۳ و ۴۔ باب اوّل۔ اگرچہ مین انگلنڈ مین برسون نہین رہا۔ مگر اس عرصۂ قلیل سفر مین جہانتک مجھسے پھرا گیا پھرا۔ اور غور اور تامل سے ہر ایک شئے کو دیکھا۔ امرا یا سادہ مزاج سیاحون کیطرح سرسری نظر سے مین نے انگلنڈ کو نہین دیکھا۔

مین نے چھوٹے بڑے وہ سب شہر اور قصبے انگلستان کے بالقصد ضرور دیکھے کہ جنکا ایک سیاح متفحص مزاج کو دیکھنا ضرور تھا اور جنھون کی وجہ سے عالم مین تمام انگلستان کا روشن ہو رہا ہے - جیسے لندن - جو آج دنیا بھر مین اپنا جواب کثرت آبادی و رونق و انتظام و صفائی و صناعت و قوت بحری و بری و ترقی علم وہنر مین نہین رکھتا ہے - لیورپول جو تجارت کی ایک بڑی منڈی ہے - کیمبرج جو دار العلوم انگلنڈ کا ہے - مین چسٹر جو پارچہ بافی کا گھر ہے - برکنیل ہیڈ جو جہازون کی ساخت کی جگہہ ہے - اسٹوک جہان کان سے کویلہ کھودا جاتا ہے - وگن جہان چینی سازی کا کام ہوتا ہے - رِیڈنگ جہان بسکٹ سازی کا عظیم الشان کارخانہ ہے - کرسٹل پیلیس جو ایک مقام قابل دید انگلستان کا ہے - ونڈسر جہان محل شاہی حضرت قیصر ہند کے بنے ہین - انکے سوا اور بہت سے شہر اور قصبے اور گانون ملک مذکور کے دیکھے کہ جنکا مفصل ذکر باب دوم مین آگیا ہے - مگر مجھے کسی مقام پر یہ ضرورت نہین پڑی کہ مین اپنے طریقۂ اسلام کی کسیطرح خلاف ورزی کرون - یعنی جو چیز ممنوع شرعی ہے اوسے کھاؤن یا پیؤن اور نہ کسی صاحب نے مجھے اوسکے لئے مجبور کیا - میرے نزدیک ایک سیدھے سادے مسلمان انگریزی دان کو تمام انگلستان مین کسیطرح کی تکلیف نہین پہونچ سکتی ہے اور وہ بے کسی خدمتگار کے بپابندی اپنے مذہب کے بآسایش زندگی بسر کر سکتا ہے - اور ایسے ہی اگر کوئی ہندو صاحب وہان رہین تو وہ بھی اپنی گذر آسانی سے بپابندی رسوم مذہبی کر سکتے ہین بشرطیکہ ایک برہمن یا رسوئی پکانیوالا اور ایک خدمتگار رکھا ساتھہ رکھین کیونکہ یہ صاحب برخلاف مسلمانون کے غیر مذہب کے آدمی کے ہاتھہ کا پکایا ہوا نہین کھاتے ہین - اور یہ بات جدا ہے کہ جب انگلنڈ مین پہونچے اور سردی معلوم ہوئی تو خواہ مخواہ شراب کی فرمایش ہوٹل والہ سے کی اور ممنوع گوشت کے کبابون کی ہدایت اسٹوارٹ یعنی بکاول کو فرمائی - مجھے کسی حال مین یہ بے قیدی مذہب نتیجہ لازمی وہانکی اقامت کا

معلوم ہوا - اور جو لوگ جانے انگلستان سے کچہاتے اور رُکتے ہین وہ نتیجہ اونکی ناواقفیت
کا ہے اور کچھہ خیال بُعد مسافت وطن اور کثرت مصارف کا ہے ورنہ اب سفر انگلستان کے لیئے وہ
سواریان آرام اور آسایش کی مثل جہاز دخانی وریل تیز رفتار کے مہیا کیگئی ہین کہ جنمین گہر سے زیادہ
آرام خورد ونوش کا ملتا ہے اور کوٹھیون سے سوا سامان راحت کا موجود رہتا ہے - بیشتر اسباب
ضروری خورد ونوش کا سب جگہہ بآسانی ملسکتا ہے مگر ہان کچہہ گران ہے اور اسیوجہ سے ایک
آدمی کی بسر اوقات کے لیئے متوسط حالت مین بصورت قیام لندن یا کسی اور بڑے شہر کے دوسو
روپیہ ماہوار درکار ہونگے -

تشریح فقرہ - ۵ - مجھے اس سفر وسیاحت مین انگلستان کی اصل وجہ خیر خواہ ہونے -
وہان کی رعایا کی اپنے بادشاہ کے ساتھہ یہ معلوم ہوئی کہ اوس ملک کا انتظام سلطنت متعلق دربار
پارلیمنٹ کے ہے جسمین دو مجلسین ہین - ایک مجلس امراء اور دوسری وکلاء رعایا کی - اور اسی مجلس
موخر الذکر کو زیادہ اقتدار امور جہانداری اور حکمرانی مین حاصل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہر فرد بشر وہانکی رعایا کا جسکا وکیل دربار پارلیمنٹ ہوس آف کامنس مین موجود رہتا ہے وہ
اپنے کو حاکم بھی جانتا ہے اور محکوم بھی - اور یہ ہی سبب ہے کہ کوئی قانون خلاف عام مرضی
رعایا جاری نہین ہوسکتا گویا قانون براے ضرورت رعایا جاری ہوتا ہے اور اسیوجہ سے رعایا
کو بھی کوئی شکایت عموماً گورنمنٹ سے اپنی نہین ہے اور خلاف سلاطین و راجہاے ایشیا کے جہان کے
حکمران بذات واحد خود تمام قانون کے اختیار رکہتے ہین جنسے ہر ایک شخص رعایا کو خواہ امیر ہو یا غریب خطرہ جان ومال کا لگا رہتا ہے
اور انگلستان مین خوش نصیبی سے وہانکی رعایا کو انتظام جہانداری کا ہاتھہ مین وکلاے رعایا کے ہے اگرچہ جناب قیصرہ ہند
ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا دامت اقبالہا وہانکی اور ہند کی باختیار شاہی فرمان فرما ہین - جو اپنی رعایا پر ایسی مہربان ہین
کہ کوئی مان اپنی بچون پر نہوگی اور بہر بوجہ جاری ہونے نہرون ترقی علوم وفنون کے رعایا سب ذی ہنر اور ذی علم

آسودہ اور اپنے حقوق سے آگاہ اور کارفرما - وہانکی واقفیت علمی اور تجربہ کاری اور خدا ترس اپنے فرایض منصب رعایا پروری سے مطلع - اسلئے رعایا اپنی گورنمنٹ کی دل وجان سے مطیع اور ہواخواہ اور گورنمنٹ کو اوس رعایا پر پورا بھروسا اور اعتماد گویا گورنمنٹ کو اپنی رعایا پر ناز ہے اور رعایا کو ایسی گورنمنٹ کے ہونے سے فخر و امتیاز - جو لوگ وہانکے ذی علم اور دولتمند ہین وہ پچھلے عالمون اور ماہرون فنون کے تجربہ سے فائدے اوٹھاتے ہین اور روز بروز اختراعات جدیدہ مین ترقی کرتے ہین اور وہ آلات قوت علمی سے ایجاد کئے ہین کہ ایک ایک آدمی صدہا آدمیونکا کام کرتا ہے اور ہزارون آدمیونکی اُجرت کماتا ہے جس سے دولت بھی ملک کی ٹبر گہئی اور گورنمنٹ کو قوت بحری اور برّی وہ حاصل ہوئی کہ کوئی بادشاہ انگلستان کی طرف بُری نظر سے دیکھہ نہین سکتا حبّ وطن نے وہ شوق والنٹیر ہونے کا پیدا کیا کہ ایک ملک کو سپاہی بنادیا ہے - جناب ملکہ انگلستان و قیصر ہند کو خدا کے فضل سے اِنھین وجوہ سے تمام سلاطین ایشیا پر صدارت حاصل ہے کہ قوت فوجی نہایت درجہ مستحکم - رعایا خوش - ملک آباد - علم و ہنر مین ترقی روز افزون - گویا اب انگلستان دارالامن دنیا کا ہوگیا ہے اور اس مصرعہ کا مصداق ہے ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد +

بالخیر
تمّت

—— • (❦) • ——

ن ـ س R ۹۱۷

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

8703

ن۔س نثار علی بیگ ن۹۱۴
8703 سفرنامہ یورپ نک RR
ا ۹۱۴

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عاملہ، مجلس انتظامی، مجالس تعلیمات و نصابیات ایک ماہ کے لئے بیک وقت چھ کتابیں اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۲۔ اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات ملحقہ و عہدہ داران جامعہ اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۳۔ طلبا میں ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں اور انٹرمیڈیٹ کے طلبہ دو کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔
۵۔ نشان زدہ قسم کی کتابیں گھر جانے کی اجازت نہ ہوگی مگر اس غرض کے لئے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو ان کی قیمت دینا ذمہ داری عائد ہوگی۔
۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان سیاہی یا پنسل سے نہ لگایا جائے۔
۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط